برما میں خانہ جنگی کا دور دورہ

تالیف:

محمد طاہر جمال ندوی

ناشر

دار البحوث والمناصرة الاسلامية

چاٹگام، بنگلہ دیش۔

۲۰/ فروری/ ۲۰۲۳ء

کتاب	:	برما میں خانہ جنگی کا دور دورہ
مؤلف	:	محمد طاہر جمال ندوی، فاضل دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ، انڈیا۔
بار اول	:	دسمبر: ۲۰۲۲ء
تعداد	:	۱۰۰۰ (ایک ہزار)
قیمت	:	۲۰/ ٹاکا، بنگلہ دیشی۔ ۲/ ریال سعودی
کمپوزر	:	محمود العالم (اندر قلعہ، چاٹگام، بنگلا دیش)
ملنے کے پتے	:	0088-01533091784
Email	:	tahernadwi@gmail.com

ARKAN KA GAGRAFIA OUR QUTRATI WASAYEL BY: MOHAMMED TAHER JAMAL NADWI.

انتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش کو دورِ آخر میں سرزمینِ ارکان کے جلیل القدر عالم دین، مفسر و محدث، استادِ محترم حضرت مولانا شاہ ابوسعید صاحب ہولی مرنگی بوسیدنگی رحمۃ اللہ علیہ کے نام انتساب کر پانے کو اپنی سعادت محسوس کرتا ہوں، جنھوں نے اپنی مستعار زندگی کے دوران ظلمت کدۂ ارکان میں علم وعمل کے حقیقی چراغ جلانے کی اپنی بساط بھر کوشش کی، اور حق وصداقت کے علم بلند رکھنے میں کوئی بھی کسر باقی نہیں چھوڑی، اور اس راہ میں غیر تو غیر بلکہ اپنوں کے بھی ہزاروں تیر کھاتے ہوئے داعئ اجل کو لبیک کہا، اللہ تعالی حضرت مولانا کے درجات بلند کریں، اور ہمیں بھی آپ کے نقوشِ قدم پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائیں، آمین۔

خاکسار:

محمد طاہر جمال ندوی

۰۲/جون/۲۰۲۲ء

چاٹگام، بنگلا دیش۔

عرض ناشر:

الحمد لله و كفى و سلام على عباده الذين اصطفى ، و بعد

عرض ہے کہ زیرِ نظر کاوش کے مصنف محترم حضرت مولانا محمد طاہر جمال ندوی ہمارے علمی اور فکری حلقوں میں کسی محتاج تعارف نہیں ہیں، ماضی میں مولانا کی چند تصانیف طبع ہوکر ماشاء اللہ منظر عام پر آئیں، اور آپ کی بہتوں تصانیف زیر طبع اور زیر نظر ہیں، اللہ تعالی کا کرم ہے کہ آج مولانا کی ایک ضروری کاوش ”برما میں خانہ جنگی کا دور دورہ“ ہمیں طبع کر کے اس کی اشاعت کی توفیق ہو رہی ہے، **ذالک فضل الله یو تیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم۔**

ظاہر ہے کہ زیرِ نظر کاوش ایک انسان اور وہ بھی اردو کے ایک عجم کے مصنف کی تصنیف ہے، جس میں لسانی فروگزاشتوں کے علاوہ علمی اور فکری لغزشیں بہت ساری ہوسکتی ہیں، تو ناظرین وقارئین کرام سے امید نہیں بلکہ یقین بھی ہے کہ دوران مطالعہ ایسی کوئی خامی نظر آئے تو ہمارے ادارہ کو مطلع کرنے کی زحمت گوارہ کریں گے، اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ وہ اپنے خاص فضل وکرم سے مصنف کی زندگی اور ان کی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائیں، آمین یارب العالمین۔

محمد سلیم اقبال

سکریٹری برائے امور نشر واشاعت

دار البحوث والمناصرة الاسلامية

چاٹگام، بنگلا دیش۔

فہرست عناوین

برما میں خانہ جنگی کا دور دورہ

ارکان کا جغرافیہ اور قدرتی وسائل

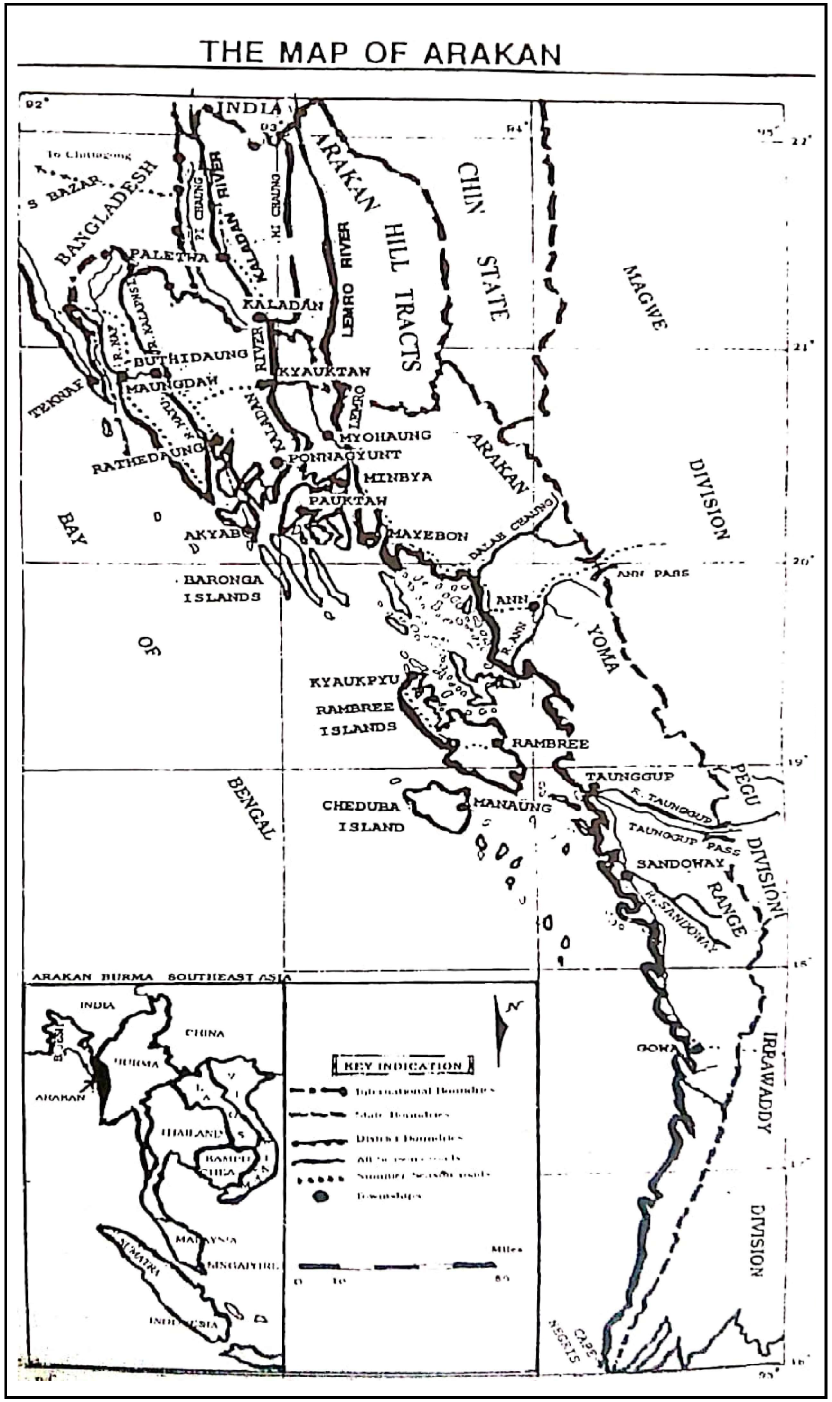
سرزمین اسلام ارکان کی حدود میں مختلف ادوار میں مختلف وجوہات کی بنیاد پر کمی بیشی ہوئی ہے، کبھی ایسا بھی ہوا تھا کہ ارکان کی حدود ایک طرف ڈھاکہ تک پہنچی تو دوسری طرف تھائلنڈ اس کا دوسرا سرا تھا، یہاں تک کہ ۱۶۲۵ء تک بنگال کے علاقے نواخالی اور باقر گنج سمیت ڈھاکہ کو بھی اس مملکت میں شامل کرلیا گیا تھا آئین اکبری کے مطابق ارکان بنگال کے جنوبی مشرق میں ایک وسیع ملک ہے، جسے ارخنگ کہا جاتا ہے، اور چاٹگام کی معروف بندرگاہ اس ملک میں شامل ہے۔

سرزمین ارکان کا حالیہ رقبہ چودہ ہزار دوسو (۱۴۲۰۰) مربع میل ہے، جو میانمار کے جنوب میں دریاؤں اور بلند پہاڑوں، زرخیز اور پرفضا میدانوں پر مشتمل ایک خوب صورت علاقہ ہے، اور خلیج بنگال کے مشرقی ساحل کے ساتھ جنوبا وشمالا پھیلا ہوا ہے، جس کی چوڑائی شمال میں زیادہ ہے، تقریبا ایک سومیل سے بتدریج کم ہوتی ہوئی یہ چوڑائی جنوب میں صرف بیس میل تک رہ جاتی ہے۔

۱۹۶۵ء تک ارکان کا معروف پہاڑی علاقہ "پلوا" ارکان ہی میں شامل تھا، مگر حکومت برما نے اپنی آزادی کے بعد اس پہاڑی علاقے کا بیشتر حصہ چھن اسٹیٹ میں شامل کر دیا ہے۔ اسی طرح سانڈوے ضلع سے بھی مزید دوسومیل کا علاقہ مع دو جزائر کو ایراوڈی ڈویژن میں شامل کر دیا گیا ہے، جس پر ارکان کے تمام باشندے ناراض ہیں۔

اس سرزمین کے شمال میں ہندوستان کے علاقے اور برما کی ریاست چھن اور مشرق میں اس کی سرحد بلند وبالا کوہ ارکان ہے، جو کوہ ہمالہ کا ایک عظیم پہاڑی سلسلہ ہے، جسے ارکان یوما کہا جاتا ہے، جو ارکان کو برما کے دوسرے علاقوں سے مکمل طور پر جدا کردیتا ہے۔

سرزمین ارکان ہزاروں سالوں سے ایک الگ تلک ریاست رہی تھی، مگر تاریخ کا یہ ایک بڑا المیہ ہے کہ برطانوی سامراجیوں نے ۱۹۳۶ء میں برما کو برطانوی ہند سے علیحدہ کرتے وقت اس سرزمین کو برما کا ایک صوبہ بنا دیا تھا۔ جبکہ تاریخی اور جغرافیائی اعتبار سے ارکان بنگال سے ملا ہوا ایک علاقہ ہے۔



کوہ یوما، برما اور ارکان کے مابین ایک قدرتی فصیل ہے، جس نے برما سے اسے جدا کر کے ایک طبیعی اور جغرافیائی اکائی کی صورت عطا کی ہے۔ اور یہ عظیم الشان پہاڑ جسے کوہ ارکان بھی کہا جاتا ہے، نہ صرف ارکان کو برما سے جدا کرتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ پہاڑ مہا بھارت اور چین کے درمیان ایک قدرتی فصیل بھی ہے۔

اور اس کوہ یوما یا کوہ ارکان کے چار پہاڑی سلسلے ہیں جو دوڑتے اور رینگتے ہوے جنوب کی طرف سمندر میں جا گرتے ہیں، جس کا اجمال یہ ہے:

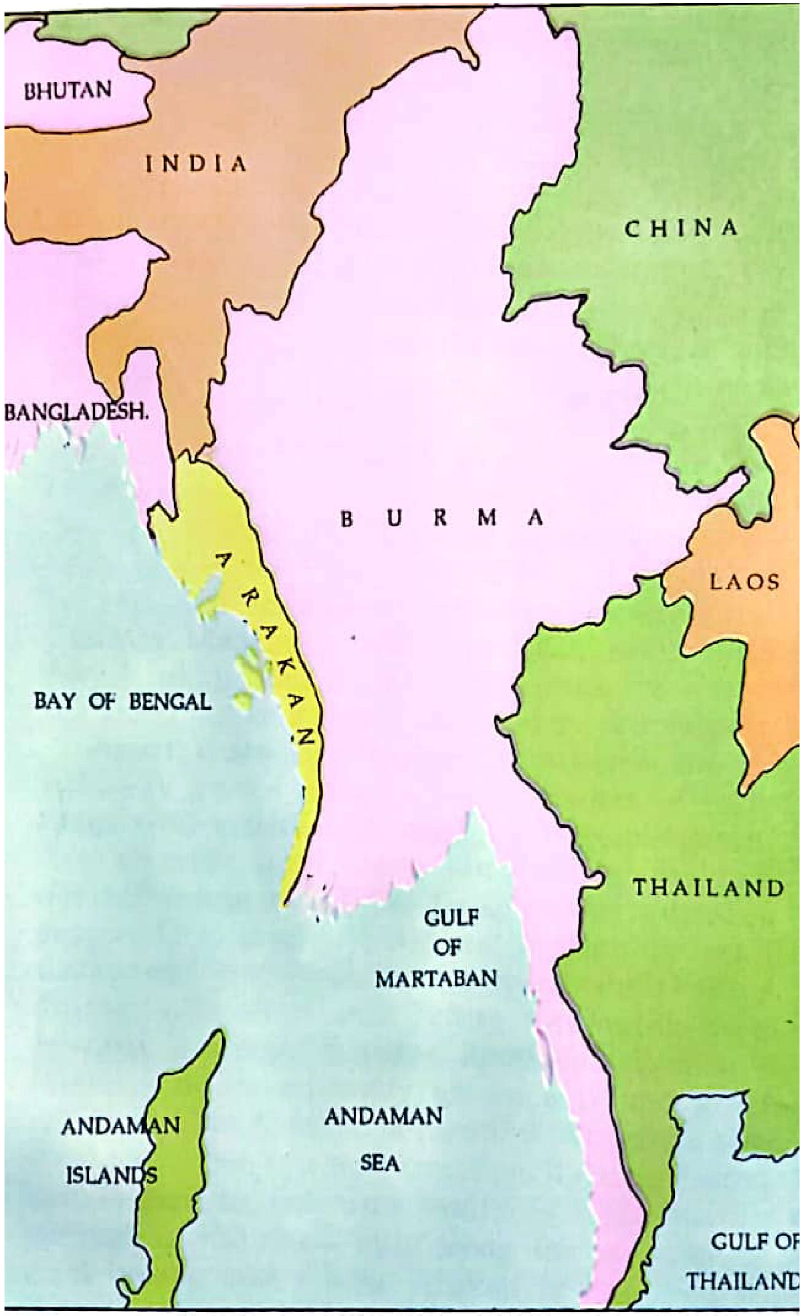
(۱) ناف تنگ: جو حالیہ ارکان کے مغربی سرحد سے نکل کر دریائے ناف کے مغربی کنارے کنارے دوڑتا ہوا ٹیکناف تک چلا جاتا ہے،

(۲) کوہ لیمرو: جو دریائے لیمرو کے مغربی کنارے کے ساتھ ساتھ ممبیا کے مغرب سے پکتو تک چلا جاتا ہے۔

(۳) کوہ سیندنگ: جو دریائے کلاڈان اور دریائے مایو کے مابین پھیلتا ہوا مانگائی تک چلا جاتا ہے، جس میں ایک مشہور درہ ہے، جسے "درۂ افک" کہا جاتا ہے، اور یہ وہی درہ ہے کہ جس کے نام آتے ہی آج بھی ارکان کے مسلمان خون کے آنسو روتے اور ۱۹۴۲ء میں کئے گئے مسلمانوں کے قتل عام کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ کوئی پچاس ہزار سے زیادہ مسلمانوں کو اس وقت درہ عبور کرنے کے دوران وحشی مگھ اور ظالم برمیوں نے شہید کر دیا تھا۔

(۴) کوہ گونگی یا گاؤنگی: جو دریائے ناف اور دریائے مایو کے درمیان سے رینگتا ہوا مایوٹیک تک چلا جاتا ہے، اس سلسلے میں چند مشہور درے بھی ہیں، جن میں درۂ گوفی، درۂ علی چنگ، درۂ سیندی پرانگ، درۂ ناکائندنگ، اور درۂ یونگ چنگ بہت مشہور درے ہیں، درۂ علی چنگ میں ایک پختہ سڑک بھی ہے، جو منگڈو کو بوسیدنگ سے ملاتی ہے، کہا جاتا ہے کہ اس ناہموار پہاڑی درہ کو جنرل ولی خان نے کاٹ کر راستہ بنایا تھا۔

ارکان کا ایک تاریخی نام روہانگ بھی ہے، جو حالیہ برما کے شمال مغرب میں واقع ہے، جس کی خلیج بنگال سے ساتھ چلنے والی ۳۶۰ میل ساحلی پٹی ہے، علاوہ ازیں اس کی بری سرحد جو ۱۷۶



Arakan and its Neighbours

رمیل بشمول ۳۶۰رمیل لمبی آبی سرحد کے بنگلا دیش کے ساتھ متصل ہے، جو بنگلا دیش کے معروف علاقہ چاٹگام کو ارکان کے ساتھ ملاتی ہے۔

ارکان پہاڑوں، دریاؤں، گھنے جنگلات اور کھاریوں پر مشتمل ایک علاقہ ہے، بعض ماہرین کے مطابق کل سطح زمین کا ۷۰رفیصد حصہ جنگلات پر مشتمل ہے، ارکان کی سدا بہار پہاڑیوں میں ساگوان اور ربڑ کے علاوہ بہت سے قیمتی درخت پائے جاتے ہیں، اس ملک کا شمالی حصہ ہموار، ڈیلٹائی اور گھنی آبادی والا ہے، جبکہ جنوبی حصہ تنگ، چٹانی اور کم آبادی والا۔ پوری سرزمین میں کل سات مشہور دریا پائے جاتے ہیں، وہ یہ ہیں:

(۱) دریائے ناف۔

(۲) دریائے کلاڈان۔

(۳) دریائے مایو۔

(۴) دریائے لیمرو۔

(۵) دریائے این۔

(۶) دریائے تنگوپ۔

(۷) دریائے سانڈوے۔

یہ ساتوں دریا عموما گہرے اور جہاز رانی کے لئے بہت موزون ہیں۔ علاوہ ازیں ان سے بڑی مقدار میں مچھلیاں شکار کی جاتیں اور موتیاں بھی نکالے جاتے ہیں۔ کلاڈان ارکان کا سب سے لمبا دریا ہے، جس کا بالائی سرا کوہ ہمالہ سے شروع ہوتا اور خلیج بنگال میں جا اترتا ہے، یہ تمام کے تمام دریا ارکان میں نقل وحمل یا آمدورفت کے لئے مرکزی ذریعے کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

ساحل ارکان کے قریب چند جزائر ہیں، جن میں رحمبری اور چیڈوبا سب سے بڑے اور مشہور ہیں، اور جزیرۂ رحمبری ایک تاریخی جزیرہ ہے، جو کیا کتاؤ ٹاؤن شپ سے مشرق میں چند میل دور واقع ہے، جہاں گہرے پانی میں ایک بندرگاہ بھی ہے، خلیج کے نیلے پانی میں چیڈوبا اور رحمبری دو خوشنما جزیرے ہیں، جن کی زمینیں نہایت زرخیز بھی ہیں۔ ارکان کے آس پاس کے تمام جزائر میں

عام طور پر رہنگیا مسلمانوں کی آبادیاں اکثریت پر مشتمل تھیں، لیکن مگھ برمیوں کے مظالم نے آج اقلیت بنا کر رکھ دیا ہے۔

ارکان میں کل سترہ شہر ہیں، دریائے کلاڈان کے دہانے پر واقع شہر اکیاب اس کا دارالحکومت بھی اور مرکزی بندرگاہ بھی، ارکان میں مواصلات کا نظام بڑا پسماندہ ہے، گذشتہ صدی کے آواخر تک یہاں صرف ۱۵۰؍میل لمبی ایک بدنما سڑک پائی جاتی تھی، مگر برمی فوجی حکومت (SPDC) نے اپنی جنگی حکمت عملی کے پیش نظر برما سے ارکان کو ملانے والی ایک عام سڑک تیار کر لی تھی۔ ارکان میں کوئی ریلوے نہیں ہے، برطانوی دور میں قدیم شاہراہ ارکان کے ساتھ ساتھ حالیہ بنگلا دیش کے صوبۂ چاٹگام سے ملانے والی ایک ریلوے لائن موجود تھی، جس کی کچھ بوسیدہ نشانیاں آج بھی کہیں کہیں دیکھی جاتی ہیں۔ کوہ ارکان میں تین پہاڑی راستے ایسے بھی ہیں، جو برما کے ساتھ ارکان کا زمینی اتصال قائم کرتے ہیں، جن میں درۂ تنگوپ زیادہ مستعمل تھا، مگر آج کل درۂ این سے ایک پختہ سڑک نکالی گئی ہے، جو برما کو ارکان سے ملاتی ہے۔

سرزمین ارکان قدرتی وسائل سے پھٹا پڑا ایک علاقہ ہے، دنیا کے ترقی یافتہ علاقوں کے وسائل سے توازن کیا جائے تو ارکان کسی بھی اعتبار سے کم نہیں ہے، چونکہ یہ علاقہ مسلم اکثریتی علاقہ تھا، تو ترقی دینے کے لئے برمی غاصبوں نے چاہا نہ اور کسی کو کرنے دیا۔ حکومت برما کی ہمیشہ چاہت یہی رہی ہے کہ یہاں کے قدرتی وسائل سے مسلمان مستفید نہ ہو سکے، ہر ممکنہ طریقۂ کار کو اپناتے ہوئے حکومت یہاں کے مسلمانوں کو اپنے وطن کی دولت سے مستفید نہ ہونے دی۔ سطور بالا میں جس طرح عرض کی گئی ہے کہ ارکان کی زمین بڑی زرخیز ہے، اور ۱؍۱۹۶۴۲۵۷ ایکڑ قابل کاشت زمین میں سے ۱؍۱۸۵۴۸۲۴ ایکڑ زمین ہر سال کاشت میں لائی جاتی ہے، وہ بھی سال میں ایک فصل سے زیادہ نہیں ہوتی، ۱۹۸۰ء کے عشرے سے پیداواری شرح گر جانے کے باوجود یہ خطہ ایک زائد مقدار میں تقریبا دو لاکھ ٹن چاول سالانہ پیدا کرتا ہے، ساٹھ سال قبل ارکان ۴۵۰۰۰۰؍من زائد مقدار میں چاول پیدا کرتا تھا، جو دنیا کے بہت سے ملکوں کو چاول برآمد کرتا تھا۔ یہاں چاول کی کاشت روایتی طریقے سے کی جاتی ہے، اور بعض ماہرین کا اندازہ ہے کہ اگر زمین کی کاشت کے لئے جدید

آلات و وسائل استعمال کئے جائیں تو ہر سال یہاں کی زمین دس لاکھ ٹن زائد فاضل چاول پیدا کر سکتی ہے۔

سرزمین ارکان کے ۳۶۰؍میل لمبے ساحل کے علاوہ بھی اندرون ارکان میں بھرا پڑا دریا مختلف قسم کی مچھلیوں کا مخزن ہیں، جن میں جینگا بڑی نامور مچھلی ہے۔ جدید سامان سے آراستہ ماہی گیر کشتیوں کی عدم موجودگی اور ماہی گیروں پر حکومت کی طرف سے عائد ناروا پابندیوں کی وجہ سے سالانہ پیداوار پڑوسی ملک بنگلا دیش کے مقابلے میں کہیں کم ہے۔ ارکان کے ساحلی علاقے ماہی پروری کے لئے مثالی حیثیت رکھتے ہیں، ماہی پروری کے بند دریائے ناف، مایو اور کلاڈان کے مد و جزر والے دہانوں پر بہترین قسم کی مچھلیاں پیدا کرتے ہیں، یہ اکثر و بیشتر بند مسلمانوں کی ملکیت میں تھے، لیکن برمی مفسد اور نسل پرست حکومت نے اکثر و بیشتر بند مسلمانوں سے چھین لئے ہیں، جس کی وجہ سے شرح پیداوار بہت کم ہو گئی ہے۔

سرزمین ارکان کی تخمینی آبادی، اور یہاں پائے جانے والی ٹاؤن شپ اور ان کے مربع میل کا ایک

گوشوارہ

تعداد	ٹاون شپ	مربع میل	آبادی
۱	اکیاب	89.42	169090
۲	چوکپرو	672.35	12373
۳	سانڈوے	1360.16	95490
۴	بوسیڈنگ	779.55	185263
۵	کیوکتاؤ	695.55	154419
۶	ممبیا	1338.46	126436
۷	گوا	885.11	50784
۸	تنگوپ	1906.62	92949
۹	پکتاؤ	413.74	104113

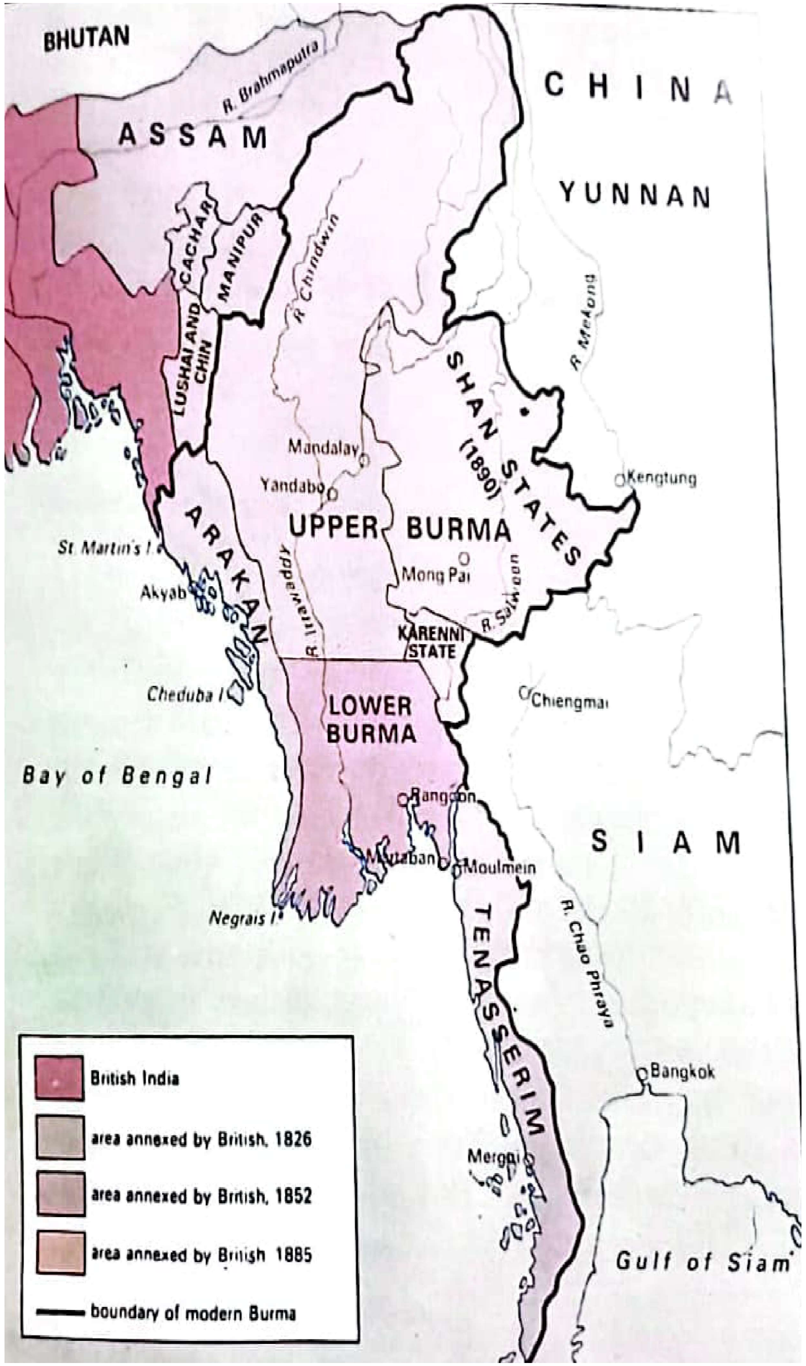
۱۰	مروکو	440.97	146878
۱۱	منگڈو	585.92	479798
۱۲	پوناجون	419.63	85191
۱۳	مرے بون	942.12	79360
۱۴	مینونگ	202.04	63736
۱۵	رَمبری	506.73	94574
۱۶	راسیدنگ	437.76	200000
۱۷	این	2467.51	75942

ارکان کے سدا بہار پہاڑوں کے جنگلات سے خاصی پیداوار حاصل ہوتی ہے، خشکی کا ستر فیصد علاقہ جنگلات سے پٹا ہوا ہے، جس میں بہترین عمارتی لکڑیاں پیدا ہوتی ہیں، ان میں ساگوان اور ربڑ کے علاوہ بہت سے قیمتی درخت پائے جاتے ہیں، یہ کل برمی لکڑی پیداوار کا پندرہ فیصد ہے۔ اگر ساگوان باقاعدہ سائنسی طریقے پر اگائے جائیں تو اس سے کہیں زیادہ مقدار میں برآمد کر کے ملک کو خوش حال بنایا جا سکتا ہے۔ آہنی لکڑی جو پینکا ڈو کے نام سے مشہور ہے، اس خطے میں وافر مقدار میں پائی جاتی ہے، بانسوں کی بھرمار ہے، ماہرین کے اندازے کے مطابق یہاں کے بانس سے بہترین قسم کے کاغذات اور دوسری چیزیں عالمی منڈیوں کے لئے تیار کی جا سکتی ہیں۔ ارکان کی اگر کسی موزون اور برمحل جگہ میں ایک کاغذ سازی کا کارخانہ ہوتا تو اس کی پیداوار چاٹگام (بنگلا دیش) کی مشہور و معروف فکٹری ''کرنا فولی پیپر میل'' سے بڑھ جاتی۔ بعض ماہرین کے مطابق شمالی ارکان چائے اور ربڑ کی کاشت کے لئے بھی نہایت موزون علاقہ ہے، علاوہ ازیں سرزمین کے گھنے جنگلات اور پہاڑی علاقہ جات میں وحشی جانور بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ ارکان میں اگرچہ گلہ بانی اور حیوانی نسل بندی کا کوئی سرکاری منصوبہ اب تک موجود نہیں ہے، تاہم تمام کسان، گائے، بھینس، بکری، مرغی، بطخ، کبوتر وغیرہ پالتو جانوروں کے طور پر رکھتے ہیں۔

بوسیدنگ شہر سے تقریباً پندرہ میل جنوب مشرق میں دریائے سیندنگ کے بالائی دہانوں پر واقع قدرتی آبشارہ جسے مقامی زبان میں ''تارائنگ'' کہا جاتا ہے، ایک زبردست کام کی چیز ہے، اس ۲۲۰ فٹ بلندی سے گرنے والا آبشارہ سے خاصی مقدار میں بجلیاں پیدا کی جا سکتی ہیں۔ اگر سائنس دانوں کی مدد سے اس قدرتی آبشارہ سے بجلیاں پیدا کی جائیں تو یہ بہت بڑی برق آبی پلانٹ کو قوت مہیا کر سکتا ہے۔ بعض ماہرین کے مطابق اس آبشارہ کے سرے میں ایک تیل کی کان بھی موجود ہے۔ ۱۹۶۰ء کو اس وقت کی اونو حکومت نے اقوام متحدہ کے تعاون سے اس آبشارہ کی جگہ ایک برق آبی پلانٹ لگانے کا منصوبہ بنایا تھا، مگر ۱۹۶۲ء میں جنرل نیون کے اقتدار پر قبضے کے بعد فوجی حکومت نے اس منصوبے پر عمل درآمد ترک کر دیا تھا۔ اس آبشارہ کے علاوہ اس علاقے میں اور بھی متعدد آبشارے پائے جاتے ہیں۔

ارکان میں قدرتی وسائل جیسا کہ کوئلہ اور مٹی کے تیل کی کانیں بڑی مقدار میں موجود ہیں۔ ساحل ارکان کے قریب پٹرولیم اور گیس بھی موجود ہے، ماضی میں یہ ساری چیزیں غیر دریافت شدہ تھیں، مگر بعد میں گیس اور پٹرولیم کی کچھ کانیں دریافت ہوگئیں یا کی گئی ہیں۔ جن کی وجہ سے پڑوسی ملک بنگلا دیش اور برما کے درمیان کچھ کشیدگیاں بھی ہوگئی تھیں۔ ایک ذرائع کے مطابق ۱۹۷۰ء میں بعض جاپانی فرموں کے اشتراک سے تیل کے ذخائر تلاش کرنے کی کوشش ہوئی تھی، لیکن بعض سیاسی یا مالی وجوہات کی بنا پر برمی نسل پرست حکومت نے اس منصوبہ کو ترک کر دیا تھا، رَمبری اور چیڈوبا جزائر میں خام تیل دستی طریقوں سے برآمد کیا جاتا ہے۔ اور ماہرین ارضیات کا دعوی ہے کہ راسیدنگ، جزیرۂ چیڈوبا اور رَمبری وغیرہ علاقے میں بہت سے خام تیل محفوظ ہیں۔

علاوہ ازیں لوہا، یورنیم، چونے کا پتھر، گرینائٹ، اور فلزو وغیرہ اس علاقے میں بڑی مقدار میں ہے، بعض ماہرین کے انکشاف کے مطابق سب سے زیادہ ارزانی کے ساتھ دستیاب ہونے والی شئ سنگ مرمر کے ذخائر ہیں۔ بعض ذرائع کے مطابق کچھ جاپانی فرموں نے ان ذخائر کی اجازت کے بدلے علاقے میں منفعت بخش ترقیاتی منصوبوں کی پیش کش کی تھی، لیکن ان تجاویز پر سنجیدگی کے ساتھ غور نہیں کیا گیا، بلکہ یہ علاقہ چونکہ روہنگیا مسلمانوں کا علاقہ ہے، تو برمی حاسد، مفسد اور نسل



پرست حکومت نے ان تجاویز کو مسترد کردیا تھا۔

ارکان کے طویل ساحلی علاقے کے علاوہ یہاں کے بعض دوسرے اندرونی دریاؤں کے کھارے پانی سے وافر مقدار میں نمک پیدا کیا جاسکتا ہے، ابھی بھی ارکان کے مختلف مقامات میں سمندری پانی کو گڑھوں میں بند کرکے پھر اسے خشک کرلیا جاتا، جس سے بہترین قسم کے نمک تیار ہوتے ہیں۔ یہ سارے کاروبار بدون سرکاری تعاون سے کیا جاتا ہے۔ منگڈو، اکیاب، سانڈوے اور تنگوپ وغیرہ علاقوں میں سمندری پانی سے بہترین قسم کے نمک پیدا کیئے جاتے ہیں۔

ارکان میں ناریل کی کاشت بڑے پیمانے پر کی جاسکتی ہے، مگر ملک کے طول وعرض میں ناریل کی کاشت بہت ہی چھوٹے پیمانے میں کی جاتی ہے۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ ناریل کی سالانہ پیداوار پندرہ لاکھ ہے، سنڈوے اور گوا شہروں میں صرف ایک ایک فکٹری ہے، جہاں ناریل کے چھلکوں سے رسیاں تیار کی جاتی ہیں۔ یہاں ناریل کے تیل کی فراوانی کے باوجود اس سے دوسرے کام لینے کی کوئی بھی تیاری نہیں ہے۔

ارکان میں صنعت وحرفت کا کیا کہنا؟ بس ملک کے طول وعرض میں چاول کے چھوٹے چھوٹے چند کارخانے موجود ہیں، دراصل یہاں کے لوگوں کو اندھا بنا کر رکھا گیا ہے، صرف اور صرف ارکان کے دارالحکومت اکیاب میں ایک کارٹون فکٹری موجود ہے، کیا کتو شہر میں حکومت نے ایک چھوٹی سی شکر میل کی بنیاد رکھی تھی، مگر غضب یہ ہے کہ اس کے ساتھ ایک شراب سازی کا کارخانہ بھی موجود۔ یہاں شکر زیادہ تر گنے سے پیدا کی جاتی ہے۔

مذکورہ ان تمام وسائل کے علاوہ مرچ، تمباکو، گنا، لوبیا، اڑوی، چنا، مونگ، ارہر، بھنڈی، تیل، پیاز، لہسن، چالیہ، توری، کدو، لوکی، اور مختلف قسم کی سیم، مونگ پھلی، ادرک، ہلدی، باجرہ، بیگن، مولی، گاجر، بندگوبی، پھول گوبی، کھیرا، ٹماٹر، آڑو، آم، کھٹل، پپیتا، لیچی، آلو لکی، تربوز، کیلا، امرود، انناس، آنار، سنترہ، سرد، شریفہ، کاجو، خربوزہ، ترنجبین اور رس بھری وغیرہ پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ ساری چیزیں روایتی طریقے پر کسی بھی سرکاری تعاون کے بغیر پیدا کی جاتی ہیں۔ اگر انہیں سائنسی طریقے پر پیدا کیا جائے تو دوسرے ملکوں کو خاصی مقدار میں برآمد کیا جاسکتا ہے، مگر غضب یہی ہے کہ یہاں

سرکاری تعاون تو کجا بلکہ شر پسند حکومت کسانوں پر ایک زبردست پابندیوں کے ذریعے ان کی نیند حرام کر رکھی ہے، جس کی وجہ سے زراعت ویران ہوتی گئی اور اب بھی ہوتی جارہی ہے۔

یہ تو معلوم ہے کہ یہاں حیوانی نسل بندی کا کوئی بھی سرکاری منصوبہ بندی نہیں ہے، مگر علاقے میں وحشی اور جنگلی جانوروں کا بھر مار ہے۔ جن میں شیر، ہاتھی، ارنا، بھینسا، بارہ سنگھا، سانبھر، طوطا، ہرن، سور، ریچھ، بھیڑیا، جنگلی بکری، مختلف قسم کے بندر، چرخ، لومڑی، بھانت بھانت کے سانپ، ازدھا، مینا، مور، فاختہ، چیل، کوا، الو، جنگلی کتا، جنگلی مرغ، اور تیتر وغیرہ پایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں شہد کی مکھیوں کا کیا کہنا، کہ ارکان کے سارے جنگلات عمدہ قسم کی مکھیوں سے بھرے پڑے ہیں ۔

ارکان موسم کے حوالے سے مداریتی (TROPICAL) آب و ہوا کا علاقہ ہے، سالانہ اوسطا ۲۰۰ رانچ کی بارش ہوتی ہے، ساحلی علاقوں کے مقابلے میں پہاڑی علاقوں میں حرارت اور سردی کچھ زیادہ ہے، یہاں کے تمام موسم یہاں کے اصلی باشندوں کے لئے بڑے موزون ہیں۔

☆ ☆ ☆

برما کے بعض جغرافیائی منظر

جنوبی ایشیا کا ایک اہم ملک برما برطانوی دور حکومت میں برطانوی ہند کا ایک عظیم حصہ تھا، اور آج بھی جہاں بابر، اکبر، اورنگ زیب کے جانشین اور آخری مغل تاجدار ابوظفر بہادر شاہ ابدی استراحت میں مصروف ہیں، یہ ملک آج یہاں کے حکمرانوں کی تہی دامنی سے کھویا ان کے ظلم وستم کے ردعمل سے انتشار واضطراب، شوروغل اور خلفشار میں مبتلا ہے، برما کا شمالی مغربی علاقہ، جس کی سرحدیں بھارت اور بنگلا دیش سے ملتی ہیں، تخریب کاروں کا مرکز بنا ہوا تھا، اور برمی سرحد پر واقع بھارت کے اس اہم جغرافیائی علاقے میں چلنے والی ناگا اور میزو تحریک کے ڈانڈے برما کے متذکرہ بالا سرحدی علاقے سے ملتے ہیں، جہاں قدم قدم پر ناگا اور میزو تحریک کے خفیہ سوتے اور خاموش چشمے ابلتے ہیں، شمالی مشرقی بھارت کے ان علاقوں تک مبینہ طور پر چینی تربیت یافتہ چھاپہ ماروں کی رسائی کے لئے بھی شمالی مغربی برما کی زمین ہی کو استعمال کیا جاتا تھا-

شمالی مشرقی بھارت کے بعد جب ہم بنگلا دیش اور برما کی سرحد کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں برما کے ایک اہم صوبہ ارکان کے مخدوش حالات سے واسطہ پڑتا ہے، جہاں برمی اور ارکانی مسلمان برمی اوباشوں کے ظلم واستبداد سے تنگ آ کر پاکستان پھر بنگلا دیش کا رخ کرتا تھا اور آج بھی کرتا ہے، اور ان کی اس مصیبت اور ہجرت نے تمام دنیا کے دل ہلا دیتے ہیں، اور میری یہ حقیر کاوش بھی ان مسلمانوں کی تاریخ اور تحریک سے منسوب ہے-

اسی طرح مشرقی برما میں بھی علیحدگی کی تحریکوں نے زور پکڑ رکھا تھا، جس کی وجہ سے برمی حکومت اور فوج کو ایک طویل مدت تک مشرقی برما، خاص طور پر شان کی پہاڑیوں میں چین نواز برمی کمیونسٹوں کی چھاپہ مار سرگرمیوں کا سامنا تھا، جو خود پورے ملک میں اپنے طویل دور حکمرانی اور استبداد کے باعث غیر مقبول ہو چکی تھی- جس کی عدم مقبولیت کے باعث پورے ملک میں علیحدگی کی تحریکوں کو ایک نئی زندگی اور نئی توانائی حاصل ہوئی تھی-

مگر میں سب سے پہلے اس باب میں برما کے محل وقوع اور جغرافیائی اہمیت کا تذکرہ کروں گا



جس سے معاملات کو سمجھنے میں بڑی حد تک آسانی ہوجائے گی، درحقیقت برما جنوب مشرقی ایشیا اور جنوب ایشیا کا ایک آزاد ملک ہے- جس کا رقبہ دولاکھ ۹۱/ ہزار سات سونواسی مربع میل ہے- اس کے مشرق میں تھائی لنڈ اور لاؤس، شمال اور شمال مشرق میں چین اور تبت، شمال مغرب میں بھارت اور مغرب میں بنگلا دیش اور خلیج بنگال اور جنوب میں خلیج مرتبان اور بحرانڈمان واقع ہیں، ازمنہ قدیم میں برما کو جزیرہ نمائے انڈوچائنا کا صدر دروازہ کہا جاتا تھا، یہ شمالا جنوبا ۱۳/ سومیل لمبا اور شرقا غربا ۵۷۵/ میل چوڑا ہے، ۱۱ دیں صدی عیسوی میں برما بودھ مذہب کی ترقی دیدشاخ کا گھوارہ بنا، انگریزوں نے اس پر ۱۸۸۶ء میں مکمل قبضہ کیا، لیکن دوسری جنگ عظیم کے دوران اس پر جاپانیوں نے قبضہ کرلیا تھا، مگر یہ نوزائدہ برطانوی دور بھی ۱۹۴۸ء میں ختم ہوگیا، اور برما نے ایک آزاد اور خودمختار مملکت حاصل کرلی-

برما کو پانچ جغرافیائی منطقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، سب سے پہلے تو شمالی پہاڑوں کا منطقہ ہے جس میں بیس بیس ہزار فٹ بلند چوٹیاں واقع ہیں، یہی پہاڑی علاقے مشہور دریا ایراودی، سالویں، میکانگ اور یانیگٹسی دریاؤں کا منبع ہیں- اور برما کے موجودہ باشندے ان ہی پہاڑی سلسلوں کو عبور کرکے تبت سے برما داخل ہوئے تھے، برما کا دوسرا جغرافیائی منطقہ اس کے مغربی پہاڑی علاقے ہیں، جو شمال کے پہاڑی سلسلوں سے نکل کر جنوب میں کیپ نیوگریس تک چلے جاتے ہیں، ارکان کا علاقہ ان کے جنوبی دہانہ پرواقع ہے، جہاں یہ پہاڑی سلسلہ سمندر میں جانے کے بعد جزائر انڈمان میں نمودار ہوتا ہے، ان پہاڑوں کی عموی بلندی ٦ ہزار فیٹ ہے، مگر بعض مقامات پر یہ دس ہزار فیٹ سے بھی زیادہ بلند ہوجاتے ہیں، تیسرا منطقہ شان کی سطح مرتفع ہے جو پورے مشرقی برما پر محیط ہے یہاں کہیں کہیں پر زمین کی بلندی دو ہزار فیٹ تک پہونچ جاتی ہے، اس سطح مرتفع کے وسط میں ایراودی اور ستیانگ کی دریائی وادیاں اور ڈیلٹا واقع ہیں جن کا رقبہ ۱۲/ ہزار مربع میل بنتا ہے، اور یہ علاقہ تمام کا تمام ہموار میدانی علاقہ ہے۔ چوتھا علاقہ وسط برما کے جھیلوں اور آتش فشاں پہاڑوں کے دہانوں پر مشتمل ہے، جو کہیں کہیں پانچ ہزار فیٹ تک بلند ہوجاتا ہے، اور پانچواں خطہ برما کے ساحلی علاقہ پر مشتمل ہے-

برما بنیادی طور پر مختلف النوع قبائل کا وطن ہے، مگر برمی النسل افراد ملک کی آبادی کا تقریبا تین چوتھائی ہیں، یہ لوگ زیادہ تر دریائے ایراودی کی وادی اور ملک کے ساحلی علاقوں میں آباد ہیں، ان کے بعد مونس قبائل کا نمبر آتا ہے، جو ابتداء میں ایراودی اور ستیانگ دریاؤں کے ڈیلٹاؤں میں آباد تھے، یہ لوگ تھائی لینڈ سے برما میں داخل ہوئے تھے، لیکن یہ بہت جلد برمی النسل قوم میں ضم ہوگئے، البتہ کئی لاکھ مونس ستیانگ دریا کی وادی میں آباد ہیں، مگر یہ اپنی پرانی اور قدیم زبان بھول گئے ہیں، اور برمی زبان بولتے ہیں، ان دو اہم اقوام کے علاوہ برما کی بیشتر آبادی قبائل پر مشتمل ہے، مغرب کی پہاڑیوں اور جھنڈوں کی وادیوں میں جو قبائل آباد ہیں انہیں عام طور پر چن قبائل کا نام دیا جاتا ہے، لیکن دریائے ایراودی کے شمالی علاقوں اور شمالی پہاڑوں میں آباد قبائل کو کاچین کہا جاتا ہے، یہ دونوں نام برمی زبان کے ہیں، چن کا مطلب دوست اور ساتھی کا ہے، جبکہ کاچن کا مطلب ناچنے والے دوست اور ساتھی کے بتائے جاتے ہیں، یہ دونوں قبائل واقعتاً برمی عوام کے دوست تھے، اس لئے کہ یہ ان کے ساتھ تبت میں قیام پذیر تھے، اور انہیں کے ساتھ نقل مکانی کر کے برما میں بس گئے تھے- شان کی وادیوں اور پہاڑیوں میں آباد شان قبائل کا برمی باشندوں سے کوئی لسانی اور تہذیبی رشتہ نہیں ہے، اس علاقے میں شان قبائل کے ساتھ واز اور پلانکس قبائل بھی آباد ہیں، مگر ان کی تعداد قلیل ہے، اور یہ قبائل چونکہ ایک طویل عرصہ سے شان اسٹیٹ میں آباد ہیں اس لئے یہ شان قبائل میں مدغم ہو چکے ہیں، اسی طرح بھارت برمی سرحد پر آباد ناگا قبائل کا شمار چن قبائل اور شمالی مشرق کے لوٓلو موشدز قبائل کا شمار کاچین قبائل میں کیا جاتا ہے-

برما کے کیرن قبائل بھی تبّتی برمی نسل سے تعلق رکھتے ہیں- اور مونس قبائل سے ان کا ماضی میں گہرا رابطہ بھی رہا ہے، یہ لوگ ڈیلٹا میں آباد ہیں، خیان قبیلہ کے لوگ جو شان پلیٹو کے جنوبی علاقے میں رہائش پذیر ہیں، سرخ کیرن کہلاتے ہیں، یہ لوگ نسلی اور لسانی اعتبار سے کیرن قبائل ہی سے تعلق رکھتے ہیں، لیکن یہ ہر حال میں اپنی انفرادیت برقرار رکھنا چاہتے ہیں، اس صدی کی نویں دہائی کے وسط میں ایک اندازے کے مطابق برما میں کیرن قبائل کی تعداد ۳۰/لاکھ، شان قبائل کی تعداد ۲۲/لاکھ، چن اور کاچن قبائل کی تعداد ۱۲/لاکھ اور کھانس قبیلہ کی تعداد ایک لاکھ بتائی جاتی ہے، اسی طرح

برما میں آباد بھارتی، بنگالی، پاکستانی نسل کے باشندوں کی تعداد ۸/لاکھ، جو رنگون ماندلائی کے علاوہ مولمین وغیرہ علاقوں میں آباد ہیں، جو اب ظلم وستم کے شکار ہیں، ان کے علاوہ چینیوں کی تعداد چار لاکھ تک بتائی جاتی ہے-

جدید برما کی تاریخ کا آغاز دراصل اس ملک پر جاپانی قبضہ سے ہوتا ہے، جب برما کے نجات دہندہ اونگ سان پہلے پہل جاپانی حکام کی مدد سے برمی نوجوانوں کی ایک فوج ترتیب دیتے ہیں، لیکن برمی فوج کی تشکیل کے کچھ عرصہ بعد ہی جاپانیوں کو ان کی نیت پر شبہ ہو جاتا ہے، اور اس امر کے باوجود کہ جاپانی قبضہ کے دوران وہ ڈاکٹر باما کے دور سربراہی میں اونو کی ہم راہ برمی کابینہ میں شامل تھے، انہوں نے ۱۹۴۳ء میں یہ محسوس کر لیا تھا کہ جاپان کی فوجی قوت اب زوال پذیر ہے، چنانچہ انہوں نے بالا بالا لارڈ ماؤنٹ بٹین سے رابطہ قائم کیا اور جب ۵/ مارچ ۱۹۴۵ء میں لارڈ ماؤنٹ بٹین نے اشارہ کیا تو جنرل اونگ سان اپنی فوج کے ہمراہ انگریزوں سے جا ملے، اونگ سان نے رنگون کی بازیابی کے بعد اینٹی فاشٹ پیپلز فریڈم لیگ قائم کی، اور جب برما کو آزادی مل رہی تو وہ اپنے ملک کے سربراہ حکومت اور ان کے دست راست اونو مجلس دستور ساز کے صدر تھے، لیکن وہ بعد میں زیادہ عرصہ تک برمی عوام کی قیادت کے فرائض انجام نہ دے سکے اور برما کے ایک سابق وزیر اعظم اوسا نے سازش کر کے جولائی ۱۹۴۷ء میں جنرل اونگ سان اور ان کے کابینہ کے بیشتر وزراء کو جب برمی کابینہ کا اجلاس ہو رہا تھا، ہلاک کر دیا، لیکن چونکہ اونو اس کابینہ کے رکن نہیں تھے، اس لئے وہ بچ گئے اور ملک کے برطانوی گورنر جنرل نے انہیں برما کا نیا وزیر اعظم مقرر کر دیا، اور جب برما ۴/ جنوری ۱۹۴۸ء میں ایک آزاد اور خود مختار ملک کی حیثیت سے دنیا کے نقشہ پر ظہور پذیر ہوا تو جنرل اونگ سان کے دست راست اونو اس کے پہلے وزیر اعظم بنے، اونو نے ۱۹۵۸ء تک حکومت کی، لیکن برسر اقتدار پارٹی میں پھوٹ پڑنے کے بعد اونو نے خود عنان اقتدار برمی فوج کے کمانڈر انچیف نیون کو سپرد کر دی، اور جب فروری ۱۹۶۰ء میں فوج کی نگرانی میں برما کے عام انتخابات کا انعقاد عمل میں آیا تو اونو زبردست اکثریت کے ساتھ وزیر اعظم منتخب ہوگئے، لیکن چونکہ فوج کو اقتدار کا چسکا پڑ چکا تھا، اس لئے نیون نے زیادہ عرصہ تک اونو کو وزیر اعظم نہیں رہنے دیا اور سیاست دانوں کی پھوٹ سے فائدہ

اٹھاتے ہوئے مارچ ۱۹۶۲ء میں خود اقتدار پر قبضہ کرلیا، نیون کی حکومت میں ۱۹۷۳ء میں ایک نیا آئین بنایا گیا تھا، اس آئین کو برمی انقلاب کے سالگرہ کے موقع پر ۴/ جنوری ۱۹۷۴ء میں نافذ کیا گیا اور اس کے مطابق مملکت کا نام شوشلسٹ ری پبلک آف دی یونین آف برما کہا گیا، اس کے بعد نئے آئین کے تحت جنوری اور فروری میں عام انتخابات کا انعقاد عمل میں آیا اور نئی فوجی حکومت نے ملک کے فوجی انقلاب کی ۱۳ رویں سالگرہ کے موقعہ پر ۲/ مارچ ۱۹۷۴ء میں حلف اٹھایا، اس آئین کے تحت ملک کو سات صوبوں میں تقسیم کیا گیا تھا، جہاں تک خاص برما کا تعلق ہے تو یہاں بھی سات ڈویژن قائم کئے گئے تھے۔

برمی فوج جو ۴/ مارچ ۱۹۶۲ء سے ملک پر حکومت کررہی ہے، باقاعدہ تربیت یافتہ اور منظم ہے، فوجی افسران کی تربیت کے لئے ملک میں باقاعدہ ڈیفینس اکاڈیمی قائم ہے، برما کے پولیس فورس جو ہنگامی حالات میں فوج کا ایک بازو بن جاتی ہیں اعلی قسم کے اسلحہ سے لیس ہیں، اور باقاعدہ منظم بھی۔

برما میں برمی زبان کے بارہ اور انگریزی زبان کے دو اخبارات ۱۹۶۲ء کے انقلاب کے بعد شائع ہورہے تھے اور تمام اخبارات کو قومی ملکیت میں لیا جاچکا تھا، ان کے علاوہ حکومت کا اپنا بھی ایک سرکاری اخبار تھا، جس کا نام ورکنگ پیپلز ڈیلی تھا، اسی طرح ریڈیو کا شعبہ بھی سرکاری تھا اور آج تک ہے۔

آزادی کے بعد سے لے کر بطور خاص نیون کے دور میں ملک کے کونے کونے میں بغاوتیں اور تخریب کاریاں ہوئیں اور اس دور حکومت کی عدم مقبولیت، عدم صحت اور عدم شہرت سے برمی باغی کمیونسٹ پارٹی (B.C.P) کے علاوہ اور دوسری تحریکوں کے تن مردہ میں جان آگئی تھی، ۱۹۷۰ء میں B.C.P کے اراکین کی تعداد میں خاصا اضافہ ہوچکا تھا، اور حیرت انگیز طور پر کین تنگ، کاچن اور چنڈون کے علاقے میں اپنی تعداد بڑھا چکی تھی، اور جو لوگ ۱۹۷۹ء کے قبل تک یہ سمجھتے تھے کہ کمیونسٹ پارٹی کے مسلح اراکین کی تعداد چھ ہزار کے لگ بھگ تھے وہ ۱۹۷۹ء میں یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوگئے تھے کہ یہ تعداد بڑھتے بڑھتے دس ہزار سے زائد ہوگئی تھی، بعض لوگوں کا کہنا تھا کہ برمی کمیونسٹ پارٹی کے مسلح حامیوں کی تعداد میں اضافہ کی وجہ یہ نہیں تھی کہ اس کی جانب سے تعداد بڑھانے کے لئے کوئی خاص کوشش کی گئی تھی، لوگ برمی کمیونسٹ پارٹی کے صفوں میں دراصل اس لئے جوق در جوق شامل ہورہے تھے کہ برمی فوج کے ملک کے نہتے عوام پر مظالم کا دائرہ روز بروز وسیع سے وسیع تر ہوتا جارہا تھا،

اور شان قبائل کے نوجوان تو برمی فوج کے سخت مخالف تھے، ان قبائل کا ہر نوجوان برمی فوج کی نگاہ میں مشتبہ سمجھا جاتا تھا اور یہی ان نوجوانوں کے زیر زمین چلے جانے کی ایک بڑی وجہ تھی، لیکن اس سلسلے میں یہ بات بھی نظر انداز نہیں کی جاسکتی کہ برمی کمیونسٹ پارٹی جس کی قیادت اس کے بیمار چیرمین باتھین تن کے ہاتھ میں تھی، عوام میں زیادہ مقبول نہیں رہی تھی اور اس کی وجہ یہ بتائی جاتی تھی کہ کمیونسٹ پارٹی بھی نسلی ترجیحات پر یقین رکھتی تھی، اور اس کا بنیادی فلسفہ یہ تھا کہ نسلی طور پر برمی نوجوانوں ہی کو ملک کی قیادت کا حق حاصل ہے، ساتھ ساتھ بی سی پی میں اندرونی خلفشاریاں بھی بہت تھیں اور پارٹی کے اراکین معمولی معمولی جزئیات پر بحث کے دوران خاصا وقت ضائع کرتے رہے تھے، باتھین تن کی بیماری کی وجہ سے بعد میں پارٹی کے بیشتر فیصلے یا تو پارٹی کے سکریٹری جنرل تن پی کرتے یا دفاعی امور کے سربراہ زار مالی کرتے تھے، بنیادی طور بر برمی کمیونسٹ پارٹی چین نواز تھی، یہ پارٹی سوویٹ یونین کی توسیع پسندی کے خلاف تھی، باوجودیکہ ۱۹۷۹ء کے پہلے روسی سفارت کاروں نے رنگون میں زیر زمین کمیونسٹ حلقوں سے رابطہ کرنے کی کوشش کی، مگر انہیں کوئی خاص کامیابی نہیں ہوئی تھی۔

برمی کمیونسٹ پارٹی کی تاریخ ناکامیوں اور محرومیوں سے عبارت ہے اور اس کا آغاز اس وقت سے ہوتا ہے کہ جب برما سرکاری طور پر ۱۹۴۸ء میں آزاد ہوا تھا، لیکن اس کی سب سے بڑی ناکامی اس وقت دیکھنے میں آئی جب پارٹی نے شان اسٹیٹ آرمی پر جسے ایس ایس اے بھی کہتے ہیں، غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کی تھی، یہ فوج مغربی وا اسٹیٹ میں واقع اور چینی سرحد کے قریب تیس میل چوڑے اور ۵۰ میل لانبے علاقہ کو کنٹرول کرتی تھی اور برمی فوج کبھی بھی اس علاقہ میں داخل ہونے میں کامیاب نہیں ہوسکی تھی، یہ فوج برما کا سب سے بڑا مخالف گروپ ہونے کی حیثیت سے مشہور تھی، جس کی تعداد آٹھ ہزار افراد پر مشتمل تھی، برمی کمونسٹ پارٹی کی ناکام کوششوں کے ردعمل کے طور پر ایس ایس اے نے اعلان کیا تھا کہ وہ بی سی پی سے اپنا براہ راست رابطہ ختم کرلی ہے، مگر بعد میں دونوں میں اس شرط پر راضی نامہ ہوگیا تھا کہ یہ گروپ کمیونسٹوں کو اپنے علاقہ میں آزادانہ کام کرنے کی اجازت دے گا، اور اس کے بدلہ میں پارٹی شان اسٹیٹ آرمی کو بدستور چینی اسلحہ کی سپلائی جاری رکھے گی۔

شان اسٹیٹ آرمی کو ابتداء میں تھائی لینڈ کے راستے امریکی اسلحہ مل جایا کرتا تھا، جب بعد میں تھائی لینڈ کے سوتے خشک ہوگئے تو اس فوج کو تمام تر چینی اسلحہ پر انحصار کرنا پڑا، برمی کمیونسٹ پارٹی اور شان اسٹیٹ آرمی میں جو راضی نامہ ہوا اس میں یہ بھی طے پایا تھا کہ یہ فوج دریائے سلوین کے مشرقی علاقے میں بی سی پی کے چھاپہ ماروں کے ساتھ کام کرے گی، لیکن جہاں تک اس دریا کے مغربی علاقے کا تعلق ہے شان سپاہی آزادانہ کاروائی کے اس میں حقدار ہوگی، شان اسٹیٹ آرمی کسی بھی اعتبار سے کمیونسٹ نظریات کی حامی نہیں تھی، چونکہ اس فوج کو چینی اسلحہ کی شدید ضرورت تھی تو اس لئے وہ بی سی پی کے ساتھ سمجھوتہ کے لئے مجبور تھی، بی سی پی کو بھی ایس ایس اے کے تعاون کی اس نوعیت کا بخوبی اندازہ تھا، لیکن یہ بھی جانتی تھی کہ اس تعاون سے اسے دوہرا فائدہ حاصل ہو رہا تھا، شان اسٹیٹ آرمی کے سرکردہ لیڈروں کو دراصل برمی کمیونسٹ پارٹی کے عزائم کا علم تھا، برمی کمیونسٹ پارٹی نے ابتداء میں اس بات کا وعدہ کیا تھا کہ وہ غیر برمی مسلّح گروپس پر اپنی رائے مسلط نہیں کرے گی، لیکن اس نے ایس ایس اے پر اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کے ذریعہ اپنے سابقہ وعدہ کی خلاف ورزی کی تھی- ۱۹۷۶ء تک در حقیقت بی سی پی کی یہ کوشش تھی کہ ایک طرف تو برما کی مرکزی حکومت کے خلاف جدوجہد جاری رکھی جائے تو دوسری طرف غیر برمی قوم پرست گروہوں کو سیاسی دباؤ اور بلیک میل کے ذریعہ اپنا مطیع اور فرمان بردار بنایا جائے، لیکن یہ دوطرفہ کوشش کامیاب نہیں ہوسکی تھی، اور ایس ایس اے نے ایک بیان کے ذریعہ اس دوہری کوشش کی قلعی کھول دی اور کہا تھا کہ بی سی پی کا یہ پروگرام اور پالیسی غیر حقیقت پسندانہ اور گمراہ کن ہے اور بحیثیت مجموعی ناقابل عمل ہے، اس بیان میں آگے چل کر کہا گیا تھا کہ برما کے غیر برمی قوم پرست گروہ قومی آزادی کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں جبکہ بی سی پی برمی اقتدار پر قبضہ چاہتی ہے، حالانکہ یہ دونوں مقاصد ایک دوسرے کے نہ صرف خلاف ہیں بلکہ ان کے آپس میں گہرا تصادم اور ٹکراؤ بھی پایا جاتا ہے- اس بیان میں آگے چل کر بتایا گیا تھا کہ اگر غیر برمی قوم پرست گروپس بی سی پی کے سیاسی دباؤ اور بلیک میل میں آجاتے ہیں اور اپنے آپ کو اس جماعت میں ضم اور مدغم کر لیتے ہیں تو یہ نہ صرف اپنے مقاصد سے انحراف ہوگا بلکہ خود ان کے اپنے انقلابی مقاصد کی بھی مکمل نفی ہوگی، شان اسٹیٹ آرمی کا دعوی تھا کہ برمی کمیونسٹ پارٹی اگر برما کے میدانی علاقوں تک (جہاں

آبادی کی غالب اکثریت آباد ہے) پہنچنا چاہتی ہے تو اسے غیر برمی النسل قبائل کی امداد حاصل کرنی ہوگی- لیکن شان لیڈر صرف یہ نہیں چاہتے تھے بلکہ ان کا کہنا تھا کہ ان کے پاس برمی عوام کی غالب اکثریت کی حمایت اور تعاون حاصل کرنے کے لئے ایک اور متبادل اسکیم بھی تھا، جس میں جمہوریت اور قوم پرستی کی قوتوں کو جمع کر کے برمی کمیونسٹ پارٹی کے تعاون کے بغیر بھی جنرل نے ون کی شوشلسٹ حکومت کا تختہ الٹا یا جاسکتا تھا، ملک کے شمالی مشرق میں برمی فوجوں اور مخالفین کے درمیان برسوں تک چھاپہ مار کاروائیاں جاری تھیں اور شان اسٹیٹ آرمی اور برما کمیونسٹ پارٹی کی مشترکہ فوجی کاروائیوں کے باعث مانگ نیگ کے علاقہ میں برمی فوجوں پر سخت دباؤ پڑا تھا، یہ اہم علاقہ تونگی اور کینگ تنگ کے درمیان اہم سڑک سے ملحق وادیوں پر مشتمل ہے، جو اس علاقہ میں پہاڑوں کے ساتھ ساتھ پھیلا ہوا ہے، تونگی اپنے صوبہ کا مرکزی شہر ہے اور دارالحکومت بھی ہے، جب کہ کینگ تنگ ۸۸/ ویں لائن انفینٹری ڈویژن کا ہیڈ کواٹر تھا، اس علاقہ میں باغی کاروائی کا ایک اہم مرکز کینگ تنگ کے شمال میں ۱۸/ میل کے فاصلہ پر واقع ایک اہم علاقہ بھی تھا جو مونگ یانگ کے نواح میں واقع تھا، لیکن یہاں برمی کمیونسٹ پارٹی کے گوریلے تن تنہا سرگرم تھے، یہ وہ علاقہ تھا جہاں ۱۹۷۳ء میں اپنی قوت کے انتہائی عروج کے دور میں کمیونسٹوں کو کئی مہینہ تک غلبہ اور بالادستی حاصل رہی تھی، لیکن اس علاقہ کے علاوہ دیگر علاقوں میں بھی برمی کمیونسٹوں کی سرگرمیاں جاری تھیں، اسی طرح دریائے سیلوین کے مغرب میں شان اسٹیٹ آرمی کی فوجی قوت نام سانگ کے شہر کے اردگرد کے اونچے میدانی علاقوں کو اپنی آماجگاہ بنائی ہوئی تھی، نام سانگ کا شہر قلعہ بندیوں کا شہر تھا، جہاں دور دور علاقوں میں مورچہ بندیوں کا سلسلہ قائم تھا-

جہاں تک برمی چھاپہ ماروں کو اسلحہ کی سپلائی کا تعلق تھا کہ یہ اسلحہ چین سے برمی سرحدی شہر پانگ سانگ لایا جاتا تھا، یہ شہر اس آزاد خطہ میں واقع تھا جو شان اسٹیٹ آرمی کے قبضہ میں ہونے کی وجہ سے برمی فوج کی دسترس سے باہر تھا، شان اسٹیٹ آرمی اور برمی کمیونسٹ پارٹی کے مراکز بھی آزاد برما کے اسی شہر میں قائم تھے، اوہ یہیں سے خچروں پر لاد کر اندرون ملک کے چھاپہ ماردستوں تک سپلائی کیا جاتا تھا-

باوجودیکہ برمی فوج جس کو اپنی بڑھتی ہوئی عدم مقبولیت کا بخوبی اندازہ تھا، پھر بھی اس آزاد علاقہ پر قبضہ کے لئے ہاتھ پیر مار رہی تھی، اور اس نے برمی کمیونسٹ پارٹی اور مقامی آبادی کے درمیان خلیج پیدا کرنے کے لئے شمالی شان کی ریاستوں میں ایک ششماہی حملہ کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا، یہ سلسلہ لاشو میں مقیم ۹۹؍ وین ڈویژن کی جانب سے چلایا جا رہا تھا، اور یہی وہ علاقہ ہے جہاں ۱۹۷۷ء میں طرفین کے درمیان زبردست جنگ ہوئی تھی، اور جس میں دونوں کو زبردست جانی اور مالی خسارہ اٹھانا پڑا تھا، لیکن برمی کمیونسٹ چھاپہ مار برمی فوج کے اس حملہ سے غافل نہیں تھے، انہوں نے اس مقابلہ میں برمی فوج کو نیچا دکھانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رکھا تھا، لیکن ان چھاپہ ماروں نے صرف اسی میدان میں اپنی پوری دفاعی قوت نہیں جھونکی تھی، ان کے تین چار ہزار مسلح ساتھی کاچین کے علاقہ میں بھی دور دور تک پھیل گئے تھے، اور برما کے سب سے بڑے میٹھے پانی کی جھیل انڈالیک ان کے حلقۂ اثر میں چلی گئی تھی، یہاں سے کمیونسٹ پارٹی کے چھاپہ مار چنڈون وادی کے شمالی علاقوں میں بھی داخل ہو گئے تھے، اور مانڈلے سے جو برما کی قدیمی دارالحکومت ہے مکتینا تک جانے والی ۲۵۰؍ میل لانبی ریلوے لائن پر جو برما کے انتہائی شمالی سرحدی علاقوں تک رسائی کا واحد ذریعہ ہے، تقریبا روزانہ چھاپہ مار کارروائیوں کا سلسلہ جاری تھا۔

چونکہ برمی فوج میں برمی زبان بولنے والوں کی اکثریت تھی اور یہی حال نئے حکمرانوں کا تھا، اس لئے برما کے نئے فوجی حکام نے اقلیتوں کو بزور شمشیر کچلنے کا عزم کیا اور ظلم وتشدد کی پالیسی پر گامزن ہو گئے تھے، جس کا سلسلہ آج بھی جاری ہے، لیکن ظلم وتشدد کی یہی پالیسی برمی نسل کے عوام کی منظور نظر پالیسی تھی، اس لئے ملک کے گوشے میں علیحدگی کی تحریکوں کی موجودگی کے باوجود ملک کا شیرازہ اب تک منتشر نہیں ہوا ہے، اگر مستقبل میں بھی برمی حکام کی یہی پالیسی رہی تو برما کے ٹکڑے ہونے کا اندیشہ ہے۔

☆ ☆ ☆

آزاد برما میں خانہ جنگی کا پہلا دور:

اوپر کے بیان سے معلوم ہوا کہ برما برطانوی سامراجیوں کے چنگل سے آزاد ہو کر چند قدم بھی آگے نہ بڑھنے پایا کہ یکا یک خانہ جنگی جیسی مصیبت میں پھنس گیا، اور اس کے بعد اس ملک کو جتنے کرب وبلا کا سامنا کرنا پڑا اس کی تفصیلات کے لئے ایک نہیں بلکہ جلدوں میں پھیل جانے والی تصنیف کی ضرورت ہوگی۔

اسی طرح معلوم ہے کہ ۱۹۴۸ء میں برما آزاد ہوا تو اونو آزاد برما کا پہلا وزیر اعظم بنا، جس کی حکومت درمیانی ہزاروں پریشانیوں کو کاٹتے ہوئے کسی طرح ۱۹۶۲ء تک پہنچ پائی تھی، بالآخر ۱۹۶۲ء میں اسے معزول کیا گیا اور حکومت پر جنرل نیوں جیسے ڈکٹیٹر اور خودسر عفریت کا قبضہ ہو گیا تھا، اب ملک نیون کے قبضہ میں چلا گیا تو اسے انسان کے تصورات وخیالات سے بھی باہر کی پریشانیوں اور بلاؤں نے نگل لیا، درحقیقت آزاد برما کے حکمرانوں، اونو ہو یا نیون، سین لوئن ہو یا مونگ مونگ، سا مونگ ہو یا تان شوے نے ملک کو بغاوت کے اندھیرے غار میں دھکیل دیا تھا۔

پھر معلوم ہے کہ ادھر حکومت اور حکومت کے خلاف لڑنے والی تنظیم BURMA COMMIUNIST PARTY ملک میں خانہ جنگی کرانی چاہتی تھی، ان دونوں دھڑوں کے علاوہ ملک کی دوسری قومیت، شان، کاچن، کیرن، مون، ارکانی وغیرے اپنی اپنی سرزمین یا وطن کی آزادی کے لئے مست ہو کر برمیوں کے خلاف جنگ لڑتے رہے، اب ہم برمی حکومت کے خلاف لڑی جانے والی آزادی کی جنگ کے زمانے کو دو ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(۱) پہلے دور کو اونو پارلیمانی حکومت کے زمانوں تک محدود کر سکتے ہیں جو ۱۹۴۸ء سے لے کر ۱۹۶۲ء تک ختم ہو جاتا ہے، اور میرے اس باب کا تعلق بھی اسی زمانہ سے ہے۔

(۲) دوسرا دور نیون کے زمانہ سے شروع ہو کر اب تک چلتا ہے، اونو کے دور حکومت میں چلنے والی اس جنگ میں شہری بشمول فوج کے ہلاک ہونے والوں کی تعداد ایک اندازے کی مطابق 30,000؍ تک بتائی جاتی ہے، اور بعض مصنفین نے یہاں تک وضاحت کی ہے کہ ۱۹۴۸ء سے لے کر ۱۹۵۵ء تک چلنے والی جنگ میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد 24,000؍ ہزار ہے، جس میں ضائع ہونے والی رقم 950

ملیون امریکی ڈالر کا اندازہ لگایا گیا ہے، میرے خیال میں یہ اندازہ صحیح نہیں ہے کیوں کہ صرف ارکان میں ۱۹۶۲ء تک چلنے والی جنگ میں جتنی جانیں ضائع ہوچکی تھیں وہ دنیا کی نظروں سے اسی طرح اوجھل رہیں جس طرح اس کے بعد ہونے والے ظلم وتشدد، جبر واستبداد کے حقائق دنیا کی نظروں سے اوجھل رہے ہیں۔

اب ہم اس خانہ جنگی میں ملوث ہونے والے بڑے بڑے فوجی دھڑوں کی نشاندہی کو ضروری سمجھتے ہیں تو لیجئے:

1. U NU GOVERNMENT (AFPFL)
2. BURMESE COMMUNIST PARTY (WHITE FLAG (BCP)
3. BURMESE COMMUNIST PARTY (RED FLAG)
4. PHYITHU YEBAW (PEOPLS VOLUNTEER ORGANIZATION (PVO)
5. KAREN NATIONAL UNION (KNU)
6. MUJAHIDEENS OF ARAKAN
7. ARAKAN COMMUNIST PARTY (ACP)

برما کی اقلیتوں اور مخالف تحریکوں پر ایک نظر:

ظاہر ہے کہ برما میں برمی قوم کے علاوہ اور بھی سینکڑوں قومیں اور نسلی گروہیں مختلف علاقوں میں آباد ہیں، ان میں بعض قوموں کی زبان وادب، تہذیب وثقافت، طرزِ زندگی، اداب واخلاق، کردار وعمل کے علاوہ دین ومذہب میں بھی نمایاں فرق ہے، اتنا فرق ہے کہ کوئی مسلمان ہے تو کوئی نصرانی، کوئی بودھ مت کے ماننے والے ہیں تو کوئی ہندومت کا پیروکار، کوئی آتش پرست ہے تو کوئی طبیعت پرست، اس کے علاوہ اور ایک بات جو قابل ذکر سمجھی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ان میں اکثر اقلیتوں کی آبادیاں زرخیز علاقوں پر محیط ہیں، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ برمی قوم جہاں رہتی ہے اس کے سارے علاقے نسبتاً خشک وبنجر ہیں، چونکہ ملک کے زرخیز اور قدرتی وسائل سے مالا مال سارے علاقوں میں ان اقلیتوں کی بستیاں بسی ہوئی ہیں، اسی لئے اس خشک وبنجر زمین میں آباد برمی قوم نے ہر وقت ان اقلیتوں کی زمینوں پر چڑھنے

کے لئے کوشش کی ہے، اور اب بھی کر رہی ہے، جس کے نتیجے میں بڑے بڑے معرکے ہوئے، بڑی بڑی فوج کشیاں اور جنگیں اور لڑائیاں برپا ہوئیں، تو یہاں ہم ان اقلیتوں میں ہم مسلمانوں کے علاوہ چند اور قابل ذکر قوموں کی نشاندہی کرتے ہیں:

(۱)	100000	AKHA
(۲)	29000000	BURMAN
(۳)	15,00000	CHIN
(۴)	400,000	CHINESE
(۵)	100,000	DANU
(۶)	800,000	INDIAN
(۷)	1500000	KAREN
(۸)	7,000,000	KACHIN
(۹)	200,000	KARENN
(۱۰)	100,000	KAYAN
(۱۱)	100,000	KOKANG
(۱۲)	250,000	LAHU
(۱۳)	4000,000	MON
(۱۴)	100,000	NAGA
(۱۵)	400,000	PALAUNG
(۱۶)	700,000	PAO
(۱۷)	2,500,000	RAKHINE
(۱۸)	1,4000,00	ROHINGYA
(۱۹)	4000,000	SHAN
(۲۰)	500,000	PAVOYAN
(۲۱)	300,00	WA

ان کے علاوہ اور بھی بہت ساری قومیں اور نسلی گروہیں اس ملک میں آباد ہیں، جیسے کہ ہم

صرف ارکان کو لیتے ہیں تو یہاں مسلمان اور مگھ (رکائن) کے علاوہ اور بھی بہت ساری قومیں پائی جاتی ہیں، جن میں قابل ذکر یہ ہیں:

(۱) کمانچی (مسلمان)

(۲) ساک۔

(۳) کومی۔

(۴) مرونگ۔

(۵) چین۔

(۶) ڈائنا۔

(۷) چکمہ۔

برما کی تاریخ کو مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اقلیتوں اور ان کے زرخیز علاقوں اور قدرتی وسائل کو لوٹ کھانے اور اپنی بالادستی کو یہاں قائم رکھنے کے لئے برمیوں نے ہر چند کوشش کی (اور اب تک کسی قدر یقینی بن ہی جا چکی ہے) اس نے ملک کو صرف بلکہ صرف اپنے مفاد میں استعمال کرنے، وہاں کے سارے وسائل کو ہڑپ لینے، ملک کی ساری اقلیتوں کی تہذیب وثقافت، زبان وادب کو برمیانے، بالآخر تمام قوموں کو صرف اور صرف بودھ مذہب میں تبدیل کر کے بس اس ملک کو ایک بودھ ریاست میں تبدیل کرنے کی بڑی بڑی جدوجہد کی اور آج بھی اس کی ساری قوت اس میں صرف کی جارہی ہے، حالانکہ جنرل اونگ سان نے آزادی کے پہلے ان سے ایک معاہدہ پر دستخط کر دیا تھا، جس کی رو سے آزادی کے دس سال بعد اگر کوئی قوم متحدہ برما سے آزاد ہونا چاہتی ہے تو اس کے لئے آزادی کا مکمل حق حاصل ہوگا، اس کے علاوہ تمام قوموں کو سوائے روہنگیا کے ان کی تہذیب وثقافت، زبان وادب، دین ومذہب کے تحفظ کی مکمل ضمانت بھی دی گئی تھی، لیکن آزادی کے بعد دیکھا گیا کہ یہ ساری چیزیں سراب تھیں، جہاں پانی کے وجود کا سوچنا تک غلط تھا، اور آزادی ملی تو چند سال کے اندر برمیوں کے رویئے دیکھ کر بہت ساری اقلیتوں نے مخالفت شروع کردی اور بعض قومیتوں میں احساس محرومی پیدا ہوا تو انہوں نے شور مچائی، جس کے نتیجے میں ملک میں طرح طرح کے ہنگامے ہوئے، بالآخر بعض بڑی بڑی قوموں نے برمیوں کے خلاف مسلح مخالفت شروع

کردی تھی، اونو کے دور حکومت میں ملک کے مختلف علاقوں میں خانہ جنگی ہوئی، جسے ختم کرنے کے لئے حکومت نے جان توڑ کوشش کی، پھر بھی اس مخالفت کی جلتی ہوئی آگ کو بجھانے میں ناکام رہی، ملک کے چند ایک ریاستوں کو چھوڑ کر تقریبا ساری ریاستوں میں مطالبۂ علیحدگی یا خودمختاری کی آگ بھڑک اٹھی اور اپنے جائز حقوق کے حصول کے لئے مسلح تحریکیں معرض وجود میں آگئی تھیں- چناں چہ ذیل میں ہم ان تنظیموں کی ایک فہرست درج کردیتے ہیں، جنہوں نے ۱۹۷۰ء کے عشرے میں ایک اتحاد قائم کیا تھا، جسے دنیا N.D.F کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے- ان اتحادیوں کی کوشش برما میں ایک فڈرل یونین کے لئے تھی، البتہ ان میں سے یہاں ایک تنظیم کا پتہ نہ چل سکا:

1.KAREN NATIONAL UNION (K.N.U)

2.KACHIN INDEPENDENCE ORGANIZATION (K.I.O)

3.ARAKAN LIBERATION PARTY (A.L.P)

4.KAREN NATIONAL PROGRESSIVE PARTY (K.N.P.P)

5.LAHU NATIONAL ORGANIZATION (L.N.O)

6.MONPALONG STATE LIBERATION PART NEW STATE PARTY (M.N.S.P)

7.PA-O NATIONAL ORGANISATION (P.N.O)

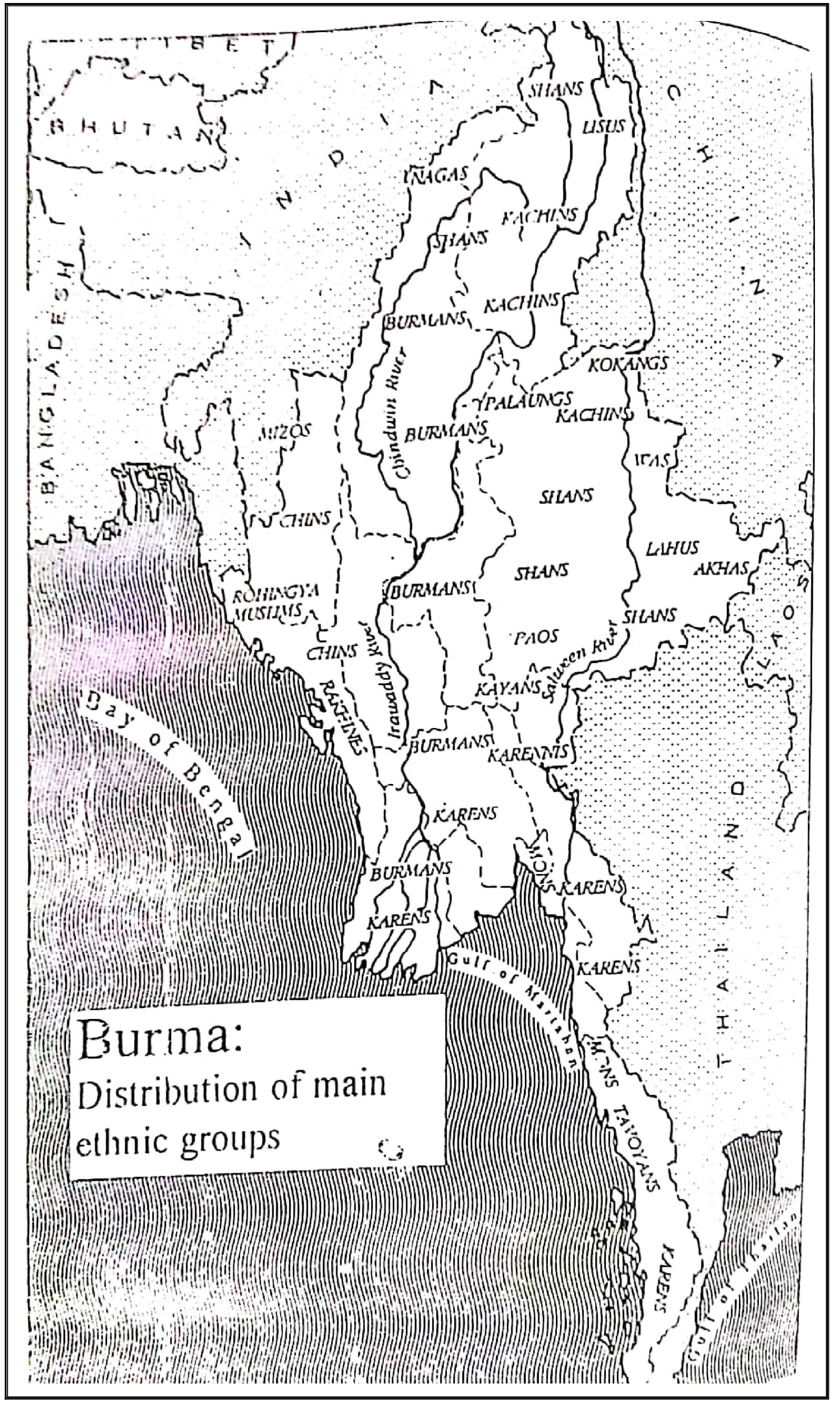
8.PALONG STATE LIBERATION PARTY (P.S.L.P)

9.SHAN STATE PROGRESSIVE PARTY (S.S.P.P)

10.WE NATIONAL ORGANIZATION (W.N.O)

ڈاکٹر شوے لو ماؤنگ اپنی کتاب ''برما نیشنل ازم اینڈ آیڈیالوجی'' میں سنتا پرو (SANTA PRU) نامی ایک آدمی جس نے ایسٹرن اکونومیک ریویو کے ایڈیٹر کے نام خط لکھا تھا کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ:

> ''۱۹۴۸ء سے ۱۹۸۶ء تک جاری رہنے والی برما کی خانہ جنگی میں مرنے والوں کی تعداد ایک اندازے کے مطابق ۸۰/ہزار سے ایک لاکھ تک بتائی جاتی ہے، ان ہلاک ہونے والوں کی تعداد شہری بشمول فوجی کی ہے، اور اس میں خرچہ ہونے والی رقم کا مبلغ کم سے کم پانچ بلیون امریکی ڈالر کا اندازہ لگایا گیا ہے''۔



Burma:
Distribution of main ethnic groups

یادرہے کہ ۱۹۸۸ء تک برمی غاصبوں کے خلاف لڑنے والی مخالف جماعات دو گروپوں میں منقسم تھیں، ایک گروپ کی قیادت برما کمیونسٹ پارٹی کررہی تو دوسرے گروپ کی قیادت ان گیارہ تنظیموں پر مشتمل بنی ہوئی تنظیم (NDF) کررہی تھی- ۱۹۸۶ء میں ان دونوں گروپوں کے درمیان ایک معاہدہ پر دستخط ہوگیا تھا، ایک اندازے کے مطابق ان دونوں گروپوں کی مجموعی افواج کی تعداد چالیس ہزار تک بتائی جاتی تھی، البتہ یہ معاہدہ بہت دیر تک بحال نہ رہ سکا تھا۔

ادھر نومبر ۱۹۸۸ء میں برمی حکومت کے خلاف برسرپیکار چند مخالف گروپوں کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی تھی، جس میں مندرجہ بالا (N.D.F) میں شریک گروپوں کے علاوہ اور بھی بارہ گروپوں نے شرکت کی، جس کے بعد اور ایک نیا اتحاد قائم ہوگیا تھا، جس کا نام DEMOCRATIC ALLIANCE OF BURMA (D.A.B) تھا، وہ سب تنظیمیں اس بات پر متفق ہوگئی تھیں کہ کسی بھی قیمت اور طریقۂ کار سے برمی فوجی حکمرانوں سے چھٹکارا نصیب ہونا چاہئے، تو (D.A.B) نے طلبہ اور دوسرے جمہوریت پسندوں کو فوجی تربیت سے نوازا، لیکن بعد میں اس معاہدہ میں شریک دوسرے گروپوں نے برمی فوجی حکومت یعنی سلورک (SLORC) کے ساتھ علیحدہ علیحدہ امن گفتگو شروع کردی، جس کی وجہ سے معاہدہ تقریبا ناکارہ ہوگیا تھا، ہم ذیل میں ان گروپوں کی ایک فہرست درج کردیتے ہیں:

(1) ALL BURMA STUDENT DEMOCRATIC FRONT (ABSDF)

(2) ALL BURMA MUSLIM UNION (ABM)CHIN NATIONAL FRONT (CNF)

(4) COMMITTEE FOR RESTORATION OFDEMOCRACY IN BURMA (CRDB)

(5) GENERAL STRIKE COMMITTEE (RGN) (GSCRGN)

(6) MUSLIM LIBERATION ORGANIZATION OF BURMA (MLO)

(7) NATIONAL UNITED FRONT OF ARKAN (NUFA)

(8) NATIONAL UNITY PARTY FOR DEMOCRACY (NUPP)

(9) OVERSEAS KAREN ORGANIZATION (OKO)

(10) OVERSEAS BURMESE LIBERATION FRONT (OBLF)

(11) PEOPLE LIBERATION FRONT (P.L.F)

(12) PEOPLE PATRIOTIC PARTY (PPP)

اور ایک اندازہ کے مطابق برمی فوجی حکومت کے خلاف لڑنے والی گوریلا تنظیموں کی فوجوں کی تعداد ۲۶۰۰۰/ ہزار تک بتائی گئی ہے، مگر یہ اس وقت کی بات ہے جب ان تمام مخالف گروپوں کے مابین (D.A.B) کے نام سے ایک نیا اتحاد قائم ہو رہا تھا، دراں حالیکہ ان کے خلاف لڑنے والی برمی فوجی حکومت کی افواج کی تعداد ایک لاکھ ستر ہزار بتائی گئی ہے، جس میں ۱۵۳،۰۰۰/ایک لاکھ پینتیس ہزار آرمی اور ۹۰۰۰/نو ہزار بحریہ اور ۷۵۰۰/سات ہزار پانچ سو فضائیہ کی افواج تھیں لیکن سب سے زیادہ قابل مذمت بات یہ ہے کہ آج کل برما کی مسلح افواج میں بچوں کی خدمات لی جارہی ہیں، جس کی وجہ سے حکومت برما پوری دنیا کی مذمت کی شکار ہے۔

برمی حکومت کے خلاف لڑنے والی مخالف جماعات:

اب ہم برمی حکومت کے خلاف ۱۹۸۹ء تک لڑنے والی تنظیموں کے نام درج کرتے ہیں تاکہ دیکھنے والوں کو اس بات کا اندازہ ہو جائے کہ ملک برما کس مصیبت کے دروں سے گذر رہا تھا، اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ برمیوں کے برمیانے کے خلاف لڑنے ولی کتنی قومیں تھیں، اور ساتھ ساتھ یہ بھی ظاہر کر دیتے ہیں کہ ان لڑنے والی تنظیموں کے قائدین کے نام کیا تھے اور ان کے پاس لڑنے والے افراد کتنے تھے، تو لیجئے:

(1) BURMA COMMUNIST PARTY (BCP(سفید پرچم)

یہ تنظیم عسکری اعتبار سے حکومت برما کے خلاف لڑنے والی تنظیموں میں سب سے بڑی تھی، جس کے پاس دس ہزار لڑاکو یا جنگجو تھے، جس کا چیرمین تھاکین باتھین تھا۔

(2) SHAN STATE NATIONAL LIBERATION ORGANIZATION (SSNLO)

جس کا چیرمین تھاکالی (THAKALEI) تھا، اور جس کے پاس دوسو سے تین سو تک جنگجو تھے اور اس تنظیم کو بھی بڑی تنظیموں میں شمار کیا جاتا تھا۔

(3) KAYAN NEWLAND COUNCIL (KNLC)

جس کا لیڈر نائنگ لوتھا (NAING LUTHA) تھا، جس کے پاس کم سے کم ایک سو تک جنگجو تھے۔

(4) KARENNI PEOPLES LIBERATION ORGANIZATION (K.P.L.O)

جس کا لیڈر (NYA MAUNG MAD) تھا، اور جنگجوؤں کی تعداد پچاس تھی۔

(5) KAREN NATIONAL UNION /KAREN NATIONAL LIBERATIION ARMY (KNU/KNLA)

یہ برمی حکومت کے خلاف لڑنے والی سب سے خطرناک تنظیم تھی، جس کا قائد مشہور میجر جنرل بومیا (BOMAYA) تھا، اور جس کے پاس خطرناک قسم کے جنگجو تھے، جن کی تعداد ۳۵۰۰/ سے لے کر ۳۷۰۰/ تک بتائی جاتی تھی، یہ تنظیم ۱۹۴۶ء میں قائم ہوئی تھی۔

(6) KARENNI NATIONAL PROGRESSIVE PARTY KARENNI ARMY (KNPP/KA)

جس کا چیرمین مسٹر بیاری (BYAREH) تھا، جس کے پاس چار سو تک خطرناک قسم کے جنگجو تھے، یاد رہے کہ یہ کمیونسٹ نظریات کی حامل تنظیم نہیں تھی۔

(7) SHAN STATE PROGRESSIVE PARTY SHAN STATE ARMY (SSPP/SSA):

جس کا جنرل سکریٹری (COLONET SAILEK) تھا، جس کے پاس دو ہزار سے ڈھائی ہزار تک مسلح جنگجو تھے۔

(8) NEW MON STATE PARTY/MON NATIONAL LIBERATI(MMSP/MNLA):ON ARMY

جس کا پریسیڈنٹ نائی نول لار (NAINOLLAR) تھا، جس کے پاس تین سو مسلح جنگجو تھے۔

(9) PALAING STATE LIBERATION PARTY/ARMY (PSLP/PSLA):

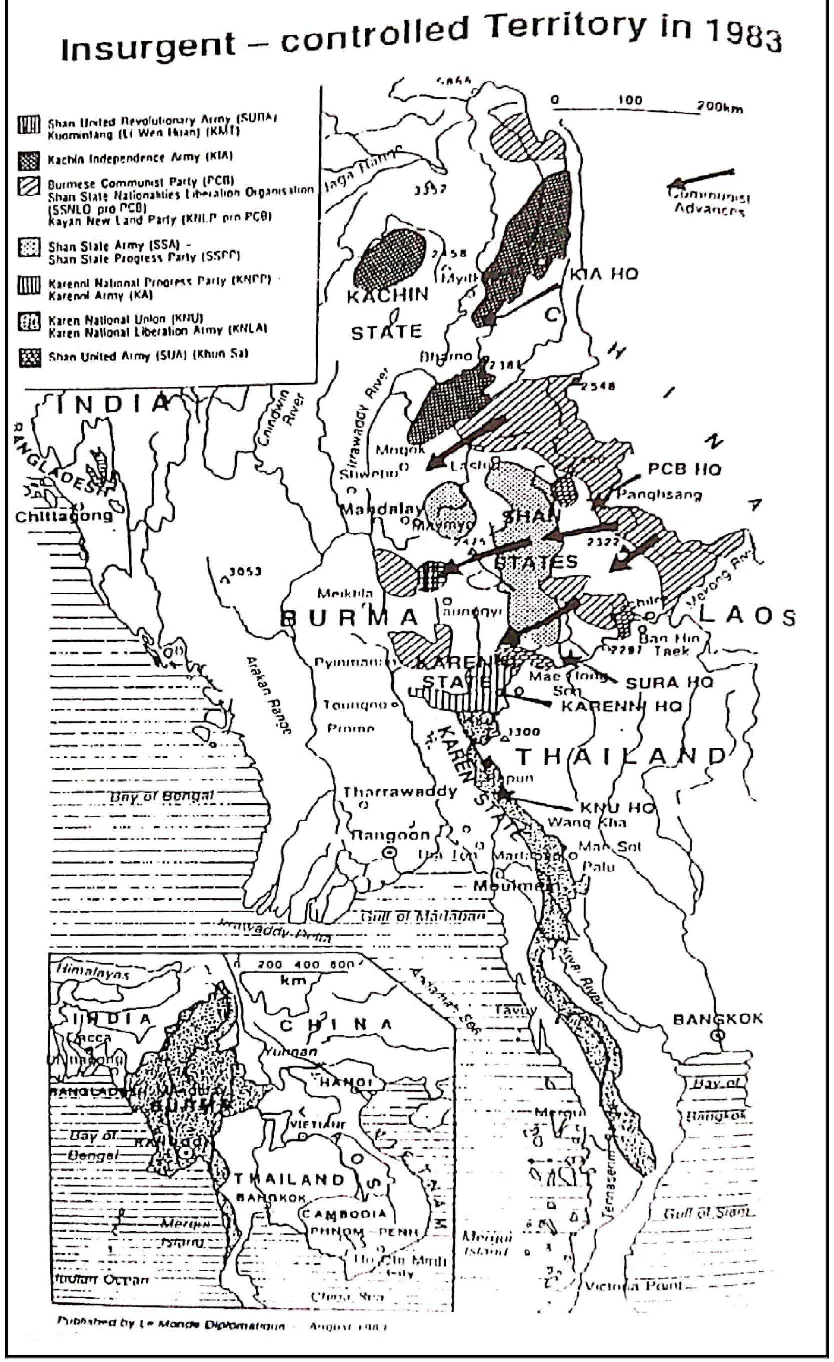
اس تنظیم کے نائب صدر (KHARUS SANGAI) تھا، جس کے پاس پانچ سو مسلح افراد تھے۔

(10) LAHUNATIONALORGANIZATION/LAHUSTATELIBERATIONARMY(LNO/LSLA)

اس تنظیم کا قائد (JAEU) تھا جس کے جنگجوؤں کی تعداد معلوم نہ ہو سکی۔

(11) PA-O NATIONAL ORGANIZATION/ARMY (PNO/PNA):

جس کا صدر اونگ کام تھی تھا جس کے پاس ایک اندازے کے مطابق تین سو سے چار سو تک مسلح جنگجو تھے۔



(12) WA NATIONAL ORGANIZATION/ ARMY (WNO/WNA)

جس کا صدر آئی چو ہین تھا، ایک اندازے کے مطابق اس تنظیم کے پاس چھ سو سے سات سو تک مسلح جنگجو تھے، اور بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ سارے افراد مسلح نہیں تھے بلکہ ان کی اکثریت مسلح تھی۔

(13) ARAKAN LIBERATION PARTY / ARMY (ALP/ALA):

جس کا صدر (KHAING RE KHAING) تھا، جس کے پاس دو سو سے ڈھائی سو تک مسلح جنگجو تھے۔

(14) KACHIN INDEPENDENCE ORGANIZATION/ ARMY (KIO/KIA)

جس کا صدر: برونگ سینگ تھا، اس کے پاس آٹھ سو مسلح افراد تھے۔

(15) SHAN UNITED REVOLUTIONARY ARMY (SURA)

جس کا قائد موہینگ تھا، اور اس کے پاس خطرناک قسم کے اٹھ سو سے لے کر نو سو تک مسلح جنگجو تھے۔

(16) ARAKAN NATIONAL LIBERATION PARTY (ANLP)

جس کا صدر (MAUNG SEIN NYUNT) تھا، یہ تنظیم مارکس اور لنین کی پرستش کرتی تھی، غالبا ارکان کی نسبت سے اٹھنے والی واحد یہ تنظیم تھی، جوان دوشیطانوں کی پرستش اور عبادت کرتی تھی، اور جس کے پاس چالیس سے لے کر پچاس تک مسلح جنگجو تھے۔

(17) ARAKAN COMMUNIST PARTY (ACP)

جس کا صدر مونگ ہان تھا، اور جس کے پاس ساٹھ تک مسلح افراد تھے۔

(18) ARAKAN INDEPENDENCE ORGANIZATION/ARMY (AIO/AIA)

یہ تنظیم بڑی قوم پرست تھی، تاہم جمہوری نظام حکومت کی قائل تھی، جس کا صدر چوہلین تھا، اور جس کے پاس تیس تک مسلّح افراد تھے۔

(19) ARAKAN REVOLUTIONARY PARTY (ARP)

جس کا قائد (SEIN NYUNT THA) تھا، اور جس کے پاس بیس سے لے کر تیس تک مسلّح افراد تھے۔

یاد رہے کہ ANLP, AIO, ACP, ALP اور A.O.P ان ساری تنظیموں نے متحدہ محاذ بنالیا تھا، جس کا نام نیشنل یونائیٹڈ فرنٹ آف ارکان (NATIONAL UNITED FRONT OF ARAKAN (NUFA تھا، جس کے بعد یہ تنظیم یا متحدہ محاذ سرزمین ارکان کے حوالے سے برمی فوجی حکومت کے خلاف لڑنے والوں میں

سرفہرست بن گئی تھی، جس کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔

(20) ROHINGYA PATRIOTIC FRONT (RPF):

اس تنظیم کی ایک طول طویل داستان ہے، جس کی تفصیلات ایک الگ داستان میں آئیں گی، صرف یہاں اتنی بات لکھ دیتا ہوں کہ میں جس وقت کی بات کہہ رہا ہوں اس وقت اس تنظیم کے صدر جناب شبیر حسین تھے۔ جو جناب مرحوم جعفر حبیب کو معزول کر کے خود اس تنظیم کے صدر بن بیٹھے تھے، جس کی تفصیلات راقم کی تصنیف ''سرزمین ارکان کی تحریکِ آزادی تاریخی پس منظر میں'' دیکھی جا سکتی ہیں، یاد رہے کہ اس سے پہلے تقریباً ۱۹۸۹ء کے دوران اس تنظیم سے الگ ہو کر چند اور ساتھیوں اور کرم فرماؤں نے ایک تنظیم بنالی تھی، جس کا نام ارایس او (RSO) رکھا گیا تھا، دراں حالیکہ ارایس او کا صدر جناب نور الاسلام تھے، اور بعد میں یہ تنظیم بھی درہم برہم ہو گئی تھی، چنانچہ ارایس او کے بعض ساتھیوں نے نور الاسلام سے علیحدگی اختیار کر کے خود ارایس او کا دوسرا دھڑا بنا لیا تھا، ان الگ ہو جانے والوں میں سرفہرست ڈاکٹر محمد یونس، پروفیسر محمد زکریا، مولانا سیف الاسلام صاحبان تھے، بعد میں جناب نور الاسلام والی ارایس او اور شبیر حسین کی ار پی ایف نے متحد ہو کر ایک اور تنظیم بنالی، جس کا نام (ARIF) ارکان روہنگیا اسلامک فرنٹ رکھا گیا تھا، جس کے پاس کم سے کم دو سو مسلمان مجاہدین تھے، جنہوں نے سرزمین ارکان میں مسلمانوں کی بالادستی کے خواب میں یا برمی اوباشوں سے چھٹکارا لینے کی آرزو میں بڑی حد تک جدوجہد کی، اللہ کرے انہیں مزید توفیق ہو جائے۔

(22) MUSLIM LIBERATION ORGANIZATION (MLO)

جس کا صدر چوہلا (کمال) تھے، جس کے پاس پچاس جنگجو ساتھی تھے، یہ تنظیم بعد میں ختم ہو گئی۔

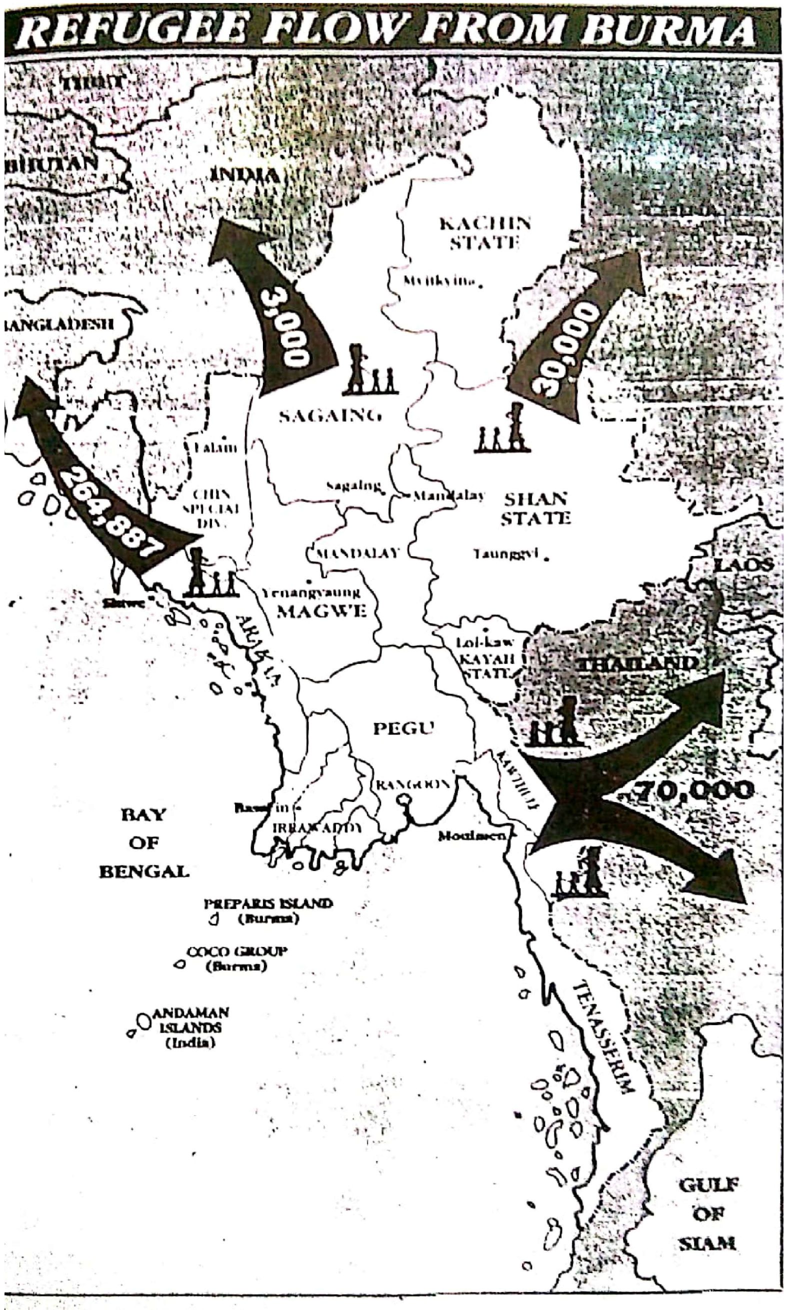
(23) PHYTHU PYI CHIT PARTY (PPP)

جس کا لیڈر (THUIN) تھا، یہ اونو کے دور حکومت کا ایک وزیر تھا، اور اس کے افراد کے بارے میں کوئی دستاویز فراہم نہ ہو سکی۔

(24) PEOPLES LIBERATION FRONT/ PARTY (PLFP)

جس کا قائد اے سونگ تھا، اس تنظیم میں دس سے لے کر بیس تک جنگجو تھے۔

(25) COMMITTEE FOR RESTORATION OF DEMOCRACY IN



ource Institute for Asian Democracy

BURMA (C.R.D.B)

جس کا صدر(TIN MAUNG WIN) اور سکریٹری جنرل(YEKYAW THU) تھا۔

(26) SHAN UNITED ARMY (S.U.A)

جس کا قائد خنساء(KHANSA) افیون شہنشاہ تھا،جس کے پاس دو ہزار ایک سو مسلح جنگجو تھے، اس نے پوری دنیا میں تہلکہ مچا کر کل کی بات تھی کہ حکومت برما کے سامنے ایک معاہدہ کے تحت ہتھیار ڈال دیا،اور حکومت امریکہ اب بھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی ہے،حکومت امریکہ چاہتی ہے کہ برما اسے امریکہ کا حوالہ کردے،مگر امریکہ کے اس مطالبہ سے برما کے کان میں جوں تک نہیں رینگتی ہے،کہا جاتا ہے کہ خنساء افیون شہنشاہ پورے گولڈن ٹرینگل کا مالک تھا،حالانکہ بعض ذرائع کے مطابق اس پورے ٹرینگل کا مالک وہ نہ تھا بلکہ اس کی طرح اور بھی ہے،جنہوں نے اس عالمی منشیات کے گرم بازار میں اپنا رول ادا کیا اور اب بھی ادا کرتا رہا ہے،اور جنہوں نے دنیا میں ہزاروں لوگوں کی جان،زندگی،دماغ،عقل چرالی ہے،اور جو اب بھی دنیا بھر سے چیلنج کرتے ہوئے اس انسانیت سوز کام کو آگے بڑھانے کے گھناؤنے جرائم میں ملوث ہیں،اور کہتے ہیں کہ امریکہ کی بات چاہے جو مانے یا نہ مانے لیکن ہم ماننے کو بالکل تیار نہیں ہیں،اور اب یہاں تک افواہیں اڑائی جارہی ہیں کہ برمی حکومت خود اس غلط کام میں ملوث ہے،خدا کرے کہ دنیا کو اس بات کا ثبوت مل جائے۔

بڑی بڑی مسلح مخالف جماعات:

چین نواز برمیز کمیونسٹ پارٹی(B.C.P) کو چین سے زمانوں تک بھاری امداد ملتی رہی تھی،لیکن حالیہ رپورٹ کے مطابق چین نے اس تنظیم کو امداد دینا ترک کردیا ہے،کیوں کہ حکومت چین اب خود حکومت برما کو اپنا مطیع بنانے میں کامیاب ہوگئی ہے تو اس کے لئے کسی باغی گروپ کی ضرورت ختم ہوگئی ہے،جس سے اپنا مفاد حاصل کرسکے،اور برمیز کمیونسٹ پارٹی بھی دو دھڑوں میں تقسیم ہونے کی وجہ سے اس کی عسکری اور تنظیمی صلاحیت مزید گھٹ گئی تھی،آج کل تو برمی سیاست میں چاہے کہ بغاوت کے روپ میں کیوں نہ ہو اس کا کوئی ہاتھ نظر نہیں آرہا ہے،بلکہ ایک ہی جملے میں کہا جائے تو بی سی پی آج کل بالکل خاموش ہوگئی ہے۔

برما کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے والے دیگر مخالف گروپوں میں اور ایک گروپ ہے جسے دنیا K.I.A کے نام سے پہچانتی ہے۔ماضی میں اس کو بھی چین سے امداد ملتی تھی،حکومت چین اس تنظیم کو اس شرط پر امداد دیتی تھی کہ اسے دی جانے والی عسکری امداد کا ایک حصہ ان کے اپنے زیر قبضہ علاقوں سے ہندوستان مخالف قبائل تک پہنچانے کے لئے راستہ فراہم کیا جائے گا،بعض ذرائع کے مطابق اس تنظیم کے ساتھ جاپان کے علاوہ اور بعض یورپی ممالک سے خاص رابطہ تھا لیکن ان ممالک سے کوئی امداد موصول ہونے کی بات معلوم نہ ہوسکی،اور یہ بھی معلوم نہ ہوسکا کہ ان روابط کا انداز کیا تھا،اور کس بنیاد پر تھا، K.N.U برمی حکومت کے خلاف تمام مخالف گروپوں میں نمایاں خصوصیات کی حامل تنظیم ہے،جس نے برمی غاصبوں کے خلاف ۱۹۵۸ء میں مسلح کوشش شروع کی اور سالوں تک اسے ناک سے چنے چبانے پر مجبور کردیا،جہاں تک معلوم ہوا کہ یہ تنظیم سب سے مضبوط ہے،جس کے پاس ریڈیو اسٹیشن کے علاوہ جدید ترین اسلحے موجود ہیں،اونو حکومت نے اسے کچلنے کے لئے بھارت سے بھاری امداد لی تھی،جب کہ یہ تنظیم رنگون سے صرف ۱۸ رمیل کے فاصلے تک قبضہ کرتے ہوئے آ پہنچی تھی،برما کی کسی بھی حکومت نے اسے کچلنے کے لئے سخت مہم چلائی،لیکن آج تک اسے مکمل کچلنے میں ناکام رہی،ان تمام تنظیموں کے علاوہ اور بھی چند تنظیمیں ہیں جنہوں نے ماضی میں برمی حکومت کے ناک میں دم کر رکھا تھا،جن میں خنساء افیون شہنشاہ کے علاوہ لوئی ما گروپ،کان چٹ گروپ،متحدہ انقلابی فوج(K.M.T) شان گروپ قابل ذکر ہیں۔

جنرل نیون نے اقتدار پر قبضہ کرتے ہی مخالفین کو سختی سے کچلنے کی ناکام کوشش،لیکن مخالفین نے بھی اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا تھا،ان بڑی بڑی گوریلا تنظیموں کو چین سے بھاری امداد ملتی رہیں،مخصوص چین نواز سفید پرچم کمیونسٹ پارٹی اور شان اسٹیٹ آرمی نے برمی غاصبوں کے خلاف مسلسل جدوجہد اور جنگ جاری رکھی تھی۔

ارکان کی غیر مسلم مسلح جماعات:

تاریخ کی ورق گردانی سے معلوم ہوا کہ ارکان کی قومیں صدیوں تک باہم شیر وشکر تھیں، ایک دوسری کے وجود کو نہ صرف تسلیم کرتی تھیں بلکہ ایک دوسری کی کلفت، مصیبت، دکھ و درد میں ہمیشہ شریک ہوکر باہمی تعاون یا وطنی اتحاد کے مظاہرے کرنے میں کوئی بھی کسر باقی نہ رکھتی تھیں، ماضی میں ان ارکانی قوموں کے درمیان جنگ وجدال ضرب وحرب اور نفرت وعداوت کی جتنی دلدوز داستانیں وجود میں آئیں، تقریباً سب کی سب برمی وحشیوں کی انسانیت دشمن فکر وعمل کا نتیجہ تھیں، ورنہ نفرت وعداوت کی آگ جو آج دیکھنے میں آرہی ہے، اس کا وجود بھی نہیں تھا، برمی وحشیوں نے اس سرزمین کے سرسبز شاداب وادی نیلوفری میں چرنے کے لئے یہاں کی قوموں کو نفرت وعداوت، بغض وعناد کی جہنم میں دھکیل کر جلانے کی کوشش کی، حتی کہ وہ لوگ کسی قدر کامیاب بھی رہے، اور جس کے نتیجہ میں وہ اپنے مستقبل کو اس سرزمین میں کسی حد تک یقینی بنانے میں کامیاب ہوگئے، آج دیکھنے میں آرہا ہے کہ ۱۹۴۲ء سے لے کر آج تک مخصوص دو بڑی قوموں کے درمیان عداوت کی ایسی ہلاکت خیز ہوائیں چلیں اور آج بھی چلتی رہیں کہ آج تصور بھی نہیں ہو پا رہا ہے کہ ان دونوں قوموں کے درمیان کبھی صلح بھی ہو پائے گا، آج ارکانی مگھ اور مسلمانوں کے درمیان عداوت کی ایسی آگ بھڑک رہی ہے کہ جس کا تصور زیادہ سے زیادہ فلسطینی اور یہودیوں کے چلتے ہوئے حالات میں کیا جا سکتا ہے۔

یوں تو ارکان کے بودھوں کو برما کے ساتھ رہنا بڑا اگراں گذر رہا ہے، لیکن ان کے دل میں ایک خلش بھی ہے کہ اگر ارکان کو برمیوں سے علیحدہ کرلیا جائے گا تو یہاں مقامی بودھوں کے وجود کو مسلمان جلد ختم کر کے رکھ دے گا، نتیجہ میں اس وقت مگھوں کے سر سے برمیوں کا سایہ بھی اٹھ جائے گا، اور مسلمان یوں بھی طاقتور ہے اور بنگلا دیش کے کروڑوں مسلمانوں کی حمایت ان کو حاصل ہوکر مسلمان لمحوں میں بودھوں کے وجود کو خاک میں ملا کر رکھ دے گا، اب چونکہ ارکانی مگھ بھی بودھ مذہب کے پیرو اور برمی لوگ بھی بودھ مذہب کے پرستار ہیں، اسی وجہ سے ارکانی بودھ لوگ برمیوں کے ساتھ مل کر رہنے کو ترجیح دیتے ہیں، ساتھ ساتھ وہ لوگ برمیوں کے سائے میں رہ کر یہاں ان کے مستقبل کو

سنورانے کے لئے کسی بھی قیمت پر ارکان سے مسلمانوں کے وجود کو ختم کر دینا چاہتے ہیں، تاکہ مستقبل میں یہاں ان کے لئے ایک مگھ بدھسٹ حکومت قائم کرنے میں کسی بھی قسم کی رکاوٹ نہ ہو پائے، یہ لوگ ارکان کو مگھ بودھ مملکت دیکھنا چاہتے ہیں، اور بعض مگھ باغی گروپوں کے ہمیشہ کی کوشش یہ رہی ہے کہ چاٹگام کو بنگلا دیش سے کاٹ کر ارکان سے ملا لیا جائے اور یہاں ایک آزاد ارکانی حکومت قائم ہوجائے، اسی نسبت سے بعض مگھ باغی گروپوں کے ساتھ چاٹگام کے چکمہ قبائل کا خفیہ رابطہ بھی ہے، یہ لوگ دونوں ریاست کو ملا کر ایک مگھ بدھسٹ مملکت بنانے کے خواہش مند ہیں۔ شاید اس کی خبر بنگلا دیش کی خفیہ سروس کو بھی ہے، اس شکل میں آج کل ایک اور بڑا خطرہ بنگلا دیش کی فضاء میں منڈلا رہا ہے، جس سے نمٹنا حکومت بنگلا دیش کے لئے بے حد ضروری ہے۔

مگر جو کچھ بھی کیوں نہ ہو کہ ارکان کی آزادی کی نسبت سے اٹھ کھڑے ہونے والے کوئی آدھا درجن سے زائد برمی مخالف گروپ ہیں، جن کی تفصیلات اور وضاحت چونکہ یہاں میرا مقصد نہیں، اس لئے اجمالی طور پر کچھ لکھ دیتا ہوں:

(۱) برما کمیونسٹ پارٹی:(B.C.P) درحقیقت یہ آل برما کمیونسٹ پارٹی کی ایک شاخ تھی، جن کی کوشش صرف ارکان میں خانہ جنگی اور یہاں امن وامان کا خون کرانا ہوتی تھی، ان لوگوں کو روایتی انسانیت دشمن تصور کیا جاتا تھا، جن سے کسی بھی قسم کی بھلائی کا تصور مینڈک سے پانی مانگنے کا مترادف تھا، یہ تنظیم دو سوا فراد پر مشتمل تھی، جس میں کوئی ایک سو پچاس لوگ مسلح تھے، آج کل اس نے ہتھیار ڈال دیا ہے۔

(۲) ارکان کمیونسٹ پارٹی (A.C.P) درحقیقت اے سی پی اور بی سی پی ایک ہی نظریہ کے دو گروپ ہیں، البتہ فرق اس میں صرف اتنا ہے کہ ان دونوں تنظیم کے کسی حد تک نام الگ اور قائدین الگ ہیں، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ارکان کی کمیونسٹ پارٹی اپنے مستقبل میں ارکان کو برما سے الگ تھلک ایک آزاد کمیونسٹ ریاست دیکھنا چاہتی ہے، اور بی سی پی کی کوشش اس سے ذرا ہٹ کر ہے کہ یہ پارٹی پورے برما کے اقتدار پر کنٹرول کر کے روس کی طرح اسے کمیونسٹ نظریات کا حامل ملک دیکھنا چاہتی ہے، اس مقام پر جا کر دونوں کے درمیان کسی حد تک قوم پرستی کا

نظریہ ابھرنے لگتا ہے، جس نے ان دونوں تنظیموں کے درمیان اختلاف کی فضا بھی پیدا کر دی ہے، حتی کہ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ دونوں تنظیم ایک دوسرے کی دشمن ہے۔

(۳) اے ائی او (A.I.O) یعنی ارکان انڈی پنڈنٹ آرگنائزیشن۔

اس تنظیم کی افرادی قوت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس تنظیم کے پاس صرف تیس افراد موجود ہیں، جن میں بس صرف پندرہ افراد ہی مسلح اور باقی غیر مسلح ہیں، یہ لوگ خود کو ارکان کے سب سے زیادہ اور پر عزم انقلابی ہونے کے دعویدار ہیں، یہ لوگ وائی کونگ اور مون خالی کے علاقہ میں رہتے ہیں، جو دریائے ناف کے قریب واقع ہے، اس تنظیم کے ایک لیڈر کا نام چولینگ تھا۔

(۴) اے-این-ایل-پی (A.N.L.P) اس تنظیم کے پاس افرادی قوت اور جنگجو تیس ہیں، جن میں بیس مسلح ہیں اور باقی غیر مسلح، جو سرزمین ارکان کو ایک علیحدہ ریاست بنانے کے خواہش مند ہیں، جن کی چاہت ہے کہ کسی بھی قیمت پر ارکان کو برمیوں کے قبضہ سے آزاد کرنا ہی چاہئے، جسے ایک ریاست کی شکل دے کر امن وامان کو یقینی بنایا جا سکے، یہ لوگ شونا سری مگھ فارہ میں رہا کرتے ہیں، کبھی کبھار ان لوگوں پر دباؤ بھی آتا ہے، مگر اس وقت اپنی صفائی دینے کے لئے کہتے ہیں کہ ہم انقلابی نہیں ہیں- کبھی اس کا لیڈر (MAUNG SEIN NYUNI) تھا-

(۵) یونائیٹڈ نیشنل پارٹی (U,N,P) اس تنظیم میں مگھوں کی شمولیت نہیں ہے، جس میں چن، مرونگ اور چکمہ قبائل کے لوگ ہیں، بعض ذرائع کے مطابق ان لوگوں کے پاس خودکار ہتھیار بھی ہیں، جو خود تیار کرتے اور علاقے کے لوگوں کو فروخت کر کے پیسے کماتے اور اس سے اپنی زندگی گذارتے ہیں، افرادی قوت کے متعلق جہاں تک معلوم ہو سکا کہ اس تنظیم کے اندر چالیس سے پچاس افرادی قوت ہے، جن میں کم سے کم تیس افراد مسلح ہیں، یہ لوگ شیاری کے نزدیک رہتے ہیں-

(٦) اے، ایل، پی (A.L.P) یعنی ارکان لیبریشن پارٹی، افرادی قوت بیس اور بعض رپورٹ کے مطابق ان میں صرف دس افراد مسلح اور باقی غیر مسلح ہیں، اس تنظیم کا ایک مشہور مگھ لیڈر جس کا نام KHANG REKHAING تھا، شاید وہ اب بھی اس تنظیم کا لیڈر رہے۔

(۸) ابھی ۲۰۲۲ء کا زمانہ ہے، تو ارکان کے حوالے سے آج کل ہر کجا ارکان آرمی (A.A) کا دھوم

مچا ہوا ہے، جس کا دعوی ہے کہ اس کے پاس جدید ترین اسلحہ جات سے لیس دس سے بیس ہزار اور بعض ذرائع کے مطابق اس سے بھی زیادہ تربیت یافتہ جنگجو موجود ہیں، اس نے ابھی ابھی برمی فوجی حکومت کے ناک میں دم کر رکھا ہے، اس کے معروف لیڈر کا نام ٹوے میاں نائنگ ہے

۱۹۸۸ء سے برما کو فوجی امداد دینے والے ممالک:

اب یہاں ان ملکوں کا تذکرہ کر دینا مناسب معلوم ہو رہا ہے کہ جو ۱۹۸۸ء سے لے کر حکومت برما کو فوجی امداد دے رہے ہیں، ان میں سب زیادہ اور بھاری امداد دینے والا ملک چین ہے اور برما کو اسلامی ملکوں میں پاکستان سے بھی فوجی امداد حاصل ہوتی ہیں- ان دونوں ملکوں کے علاوہ سنگا فور، پولنڈ، سویڈن، جرمنی، جاپان، ملائشیا، سویزرلینڈ، یوگوسلاویہ اور حکومت روس بھی برما کو بھاری امداد فراہم کرتی ہے-

آج کل کا حال یہ ہے کہ برما کو پوری طرح سے چین نے نگل لیا ہے- اور برما کو اس ملک کے تعاون وامداد سے بہت فائدے ہو رہے ہیں، ورنہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ اگر چین کی حمایت وتعاون برما کو نہ ملا ہوتا تو برما کا شیرازہ آج تک منتشر ہو چکا ہوتا-

☆ ☆ ☆

ارکان روہنگیا نیشنل آرگنائزیشن

ARAKAN ROHINGYA NATIONAL ORGANIZATION

(ARNO)

سرزمین ارکان میں جہاد حریت شروع ہوئی در اصل ۱۹۴۲ء کے قتل عام کے بعد سے، یہاں برطانوی حکومت کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھا کر مگھ اور برمیوں کی ملی بھگت سے ارکان کے امن پسند مسلمانوں پر حملہ کر دیا گیا تو ذرا دیر ہی سے سہی مسلمانوں کی طرف سے بھی اس کا ڈھٹ کر دفاعی مقابلہ ہوا، جس کے نتیجے میں مسلمانوں کی جیت پر یہاں ایک اسلامی ریاست قائم ہوئی، لیکن ۱۹۴۵ء کے بعد برطانوی بھگوڑے دوبارہ واپس آگئے تو انہوں نے مسلمانوں کو اپنے جھانسے کی لپیٹ میں لے لیا، پھر تدریجا اس نئی اسلامی ریاست کو ختم کر دیا۔

تقریبا ۱۹۴۵ء کے بعد ہندوستان سمیت برما کی آزادی یقینی ہو چکی تو اوائل ۱۹۴۶ء سے اواخر ۱۹۴۷ء کی اس درمیانی مدت میں مسلمانانِ ارکان اس فکر میں پڑے کہ کسی بھی طریقے اور حکمتِ عملی کو بروئے کار لا کر مگھ برمیوں کے خلاف ایک دفاعی قوت کی بنیاد رکھی جائے، تا کہ مستقبل میں مگھ اور برمیوں کی ۱۹۴۲ء جیسی شر پسندی اور دہشت گردی کی روک تھام کی جا سکے، یوں اس سوچ کے نتیجے میں ۱۹۴۷ء میں محمد جعفر حسین قوال کی قیادت میں جہاد کونسل قائم ہوا، جس کا سلسلہ تا حال جاری ہے۔

یاد رہے کہ ۱۹۵۹ء میں محمد ابوالقاسم بن عطاء الدین (راجا) کولونگی کی سرکردگی میں مگھ برمیوں کے خلاف جو مسلح جد و جہد ہوئی، وہ آغاز سے ۱۹۵۰ء تک جہاد کونسل ہی کا ایک سلسلہ تھا، مگر محمد جعفر حسین قوال کی پر اسرار شہادت کے بعد محمد عباس سینڈنگی کے جہاد کونسل کے صدر منتخب ہونے پر راجا صاحب نے اختلاف کرنے کے ساتھ ساتھ کونسل سے اپنے ڈھیر سارے ایسے مطالبات کو منوانے کی کوشش کی جو محمد عباس یعنی کونسل کے لئے ممکن ہی نہیں تھا، بالآخر انہوں نے اپنے دھڑا کو ''مجاہد پارٹی'' کا نام دے کر جہاد کونسل سے نہ صرف اپنی علیحدگی کا اعلان کر دیا بلکہ کونسل پر چڑھائیاں بھی کر دیں، جن کے نتیجے میں سینکڑوں مجاہدین شہید ہو گئے۔ ہمارے مجاہدین کے درمیان آج تک ہونے

والی افراتفری، اختلاف، انتشار، تفرقہ اور باہمی عداوت کے حوالے سے یاد رہے کہ اس کا آغاز راجا صاحب نے کیا، اور اس کے بعد آج تک قائم ہونے والی تقریبا ان کی خوشہ چین تمام تنظیموں یا ان کے جانشینوں نے بصد احترام و نیاز جاری رکھا ہے، اللہ معلوم کہ یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا؟

جہاد کونسل اور مجاہد پارٹی کے معدوم ہونے کے بعد گئی صدی کے ساٹھ کی دہائی کی ابتدا سے آج تک روہنگیا انقلاب کے حوالے سے بہت ساری مسلح پارٹیاں اور روہنگیا مسلمانوں کے جائز حقوق کی بحالی کے حوالے سے اندرونِ وطن اور بیرونِ وطن انگنت سیاسی تنظیمیں وجود میں آئیں اور ان میں سے بہت ساری بگڑیں بھی، جن میں سے قابلِ ذکر یا نا قابلِ فراموش بلحاظ زمانہ بالترتیب چند یہ ہیں:

(۱) روہنگیا نیشنل لبریشن پارٹی (RNLP)

(۲) روہنگیا انڈی پنڈنٹ فورس (RIF)

(۳) روہنگیا فدائین محاذ (RPF)

(۴) جمعیت علمائے اسلام (JUI)

(۵) روہنگیا سالیڈریٹی آرگنائزیشن (RSO)

(۶) ارکان روہنگیا اسلامک فرنٹ (ARIF)

(۷) ارکان پیوپل فریڈم پارٹی (APFP)

(۸) اسلامی اتحاد المجاہدین (IIM)

(۹) روہنگیا لبریشن آرگنائزیشن (RLO)

(۱۰) حرکۃ الجہاد الاسلامی (HJI)

(۱۱) روہنگیا اسلامی محاذ (RIM)

(۱۲) ارکان روہنگیا نیشنل آرگنائزیشن (ARNO)

(۱۳) روہنگیا نیشنل یونین (RNU)

(۱۴) روہنگیا سالیڈریٹی آرگنائزیشن برائے حقوق (RSOR)

(۱۵) ارکان روہنگیا یونین (ARU)

(۱۶) حرکۃ الیقین (ARSA)

۴؍جنوری ؍۱۹۴۸ء میں برما کی آزادی کا اعلان ہوا تو جہاد کونسل نے مطالبہ کیا کہ شمالی مغربی ارکان (جسے برطانیہ نے ۱۹۴۵ء کے بعد آفیشل طور پر ریاستِ اسلامیہ قرار دے کر اسے تسلیم کیا تھا) کو مرکز کے تحت خود مختاری دیا جائے، تا کہ یہاں کے امن پسند مسلمان مگھ برمیوں کی شرارت اور دہشت گردی سے بچتے ہوئے امن وسکون کے ساتھ زندگی بسر کر سکے، ویسے جوں جوں وقت گزرتا گیا ارکانی مسلمانوں کی تحریک زور پکڑتی گئی، بالآخر برمی وزیر اعظم مسٹر اونو نے یہاں کے مسلمانوں کے جائز مطالبہ کو مسترد کرتے ہوئے ان کے خلاف ۱۹۴۹ء میں میجر آپریشن کا آغاز کر دیا، اور ظلم وعدوان کی ایسی چکی چلائی کہ جس کے نتیجے میں ہزاروں مسلمان شہید اور ہزاروں ترکِ وطن پر مجبور ہوگئے۔ جس کا تسلسل اونو کے جانشینوں کے ہاتھوں تا حال جاری ہے۔

درحقیقت برما کی آزادی کے بعد نام نہاد اونو جمہوری حکومت کی طرف سے کی جانے والی ارکانی مسلمانوں پر بربریت ۱۹۴۲ء کے قتل عام ہی کا تسلسل تھا، جس کا خدشہ ارکانی مسلمانوں کو پہلے ہی سے تھا، ورنہ ارکان کے امن پسند مسلمان مگھ برمیوں کے خلاف مسلح جدوجہد کی بات سوچے بھی ہوتے، کاش کہ اونو حکومت یہاں کے مسلمانوں کے جائز مطالبہ کو اس وقت مان چکی ہوتی، آج یہاں کے حالات شاید اتنے بگڑے ہوئے ہوتے، جتنے ہم اور ساری دنیا عیاں طور پر دیکھ رہی ہے؟

یہاں ایک ضروری بات اس سلسلے میں یہ بھی یاد رہے کہ گئی صدی کی چھٹی دہائی کی ابتدا میں اونو حکومت نے ''مایو فرنٹیر اڈمنسٹریشن'' کے نام سے یہاں کے مسلمانوں کو ایک بڑا جھانسہ دیا، دراصل اس کا مقصد صرف اور صرف مسلمان مجاہدین کو ہتھیار ڈلوانا تھا، اور اس جھانسے کے نتیجے میں مجاہد لیڈر جناب راغب اللہ اور مستفیض الرحمٰن کی سرکردگی میں سینکڑوں مجاہدین نے اس وقت کے برمی نائب کمانڈر انچیف جنرل اونجی کے سامنے ہتھیار ڈالے، یوں ابھی مقصد پورا ہوگیا تو مگھ برمیوں کی طرف سے مظالم کا سلسلہ بڑی شدت کے ساتھ دوبارہ جاری ہوگیا، جسے دیکھ کر ان مجاہدین کی بھاری اکثریت نے پھر سے مسلح ہو کر اپنے جائز مطالبہ کو منوانے کے لئے جدوجہد شروع کر دی۔

گئی صدی کے ساٹھ کے عشرے میں محمد جعفر ثانی کی قیادت میں روہنگیا نیشنل لبریشن پارٹی (RNLP) نے بڑا زور پکڑا، جس میں روہنگیا انڈی پنڈنٹ فورسس (RIF)۔ جو اسی زمانے میں زیر زمین بڑی زاز داری سے اندرون وطن تحریکی سرگرمیاں کر رہی تھی۔ میں سے محمد جعفر حبیب علی چنگی اور شبیر حسین بوئمالوی جیسے حضرات بھی شامل ہوگئے، جن کی شمولیت کی وجہ سے روہنگیا مسلمانوں کی تحریکِ حریت میں جان سی آگئی تھی، لیکن اگلے چند سال گزرتے نہ گزرتے یہ تنظیم داخلی اختلافات کی وجہ سے توڑ پھوڑ کی شکار ہوگئی۔

۱۹۷۳ء میں محمد جعفر حبیب کی قیادت میں روہنگیا انڈی پنڈنٹ فورسس (RIF) کی جگہ میں روہنگیا فدائین محاذ (RPF) قائم ہوئی تو روہنگیا مسلمانوں نے اس کا بڑا خیر مقدم کیا، جس میں روہنگیا پڑھے لکھے دانشوروں اور علمائے کرام کے علاوہ خاصی تعداد میں نوجوان طلباء شامل ہوگئے، یوں ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۸ء کے دوران ارکانی مسلمانوں کی توقعات اس سے وابستہ ہوگئیں، لیکن افسوس صد افسوس کہ یہ تنظیم بھی اپنی بھری جوانی میں ان چند نوجوانوں جن کے ساتھ قائد حبیب کی امیدیں وابستہ تھیں کی ناعاقبت اندیشی کی نذر ہوگئی۔

۱۹۸۲ء میں اڈووکٹ نورالاسلام اور ڈاکٹر محمد یونس وغیرہ کی سرکردگی میں روہنگیا سالیڈیریٹی آرگنائزیشن (RSO) کا اعلان ہوا، لیکن ۱۹۸۶ء کے دوران یہ دو مختلف دھڑوں میں تقسیم ہوگئی، ادھر اسی سال نورالاسلام والی روہنگیا سالیڈیریٹی آرگنائزیشن اور شبیر حسین والی روہنگیا فدائین محاذ نے ایک معاہدہ کے تحت اپنے اپنے دھڑوں کو کالعدم کر کے ارکان روہنگیا اسلامک فرنٹ (ARIF) کا اعلان کر دیا، جو ۱۹۸۹ء تک بحال رہی۔

ادھر ۱۹۸۵ء کے دوران روہنگیا سالیڈیریٹی آرگنائزیشن نے ڈاکٹر محمد یونس اور مولانا سیف الاسلام شرف الدین بیلی وغیرہ کی قیادت میں نئے مقاصد اور نئی امنگوں کے ساتھ عالم اسلام کی بعض اسلامی تنظیموں کے تعاون سے بڑا زور پکڑا، جس نے اور تو اور ۱۹۹۴ء میں ارکان میں مسلح اقدام بھی کیا، لیکن اس کو بری طرح ناکامی کا چہرہ دیکھنا پڑا، پھر مؤخر الذکر ان دونوں تنظیموں (ARIF) اور (RSO) نے ۱۹۹۶ء میں ایک معاہدہ (الائنس) کیا، جس کا نام روہنگیا نیشنل الائنس (RNA) دیا گیا۔

۱۹۹۶ء میں روہنگیا نیشنل الائنس (RNA) نے ارکان میں مگھ برمی فوجی درندوں کے خلاف مسلح کاروائیاں کیں، جن میں خاصی کامیابیاں ہوئیں، لیکن اگلے چند مہینے گزرتے نہ گزرتے دونوں تنظیموں کے درمیان بعض امور پر سوئے تفاہم کی وجہ سے روہنگیا نیشنل الائنس کالعدم ہوگیا۔

یادرہے کہ ۱۹۷۸ سے لے کر ۱۹۸۸ء کے درمیانی عرصے میں چند مسلح تنظیمیں قائم ہوئیں، جن میں قابلِ ذکر: جمعیت علمائے اسلام(JUI)، ارکان پیوپل فریڈم پارٹی (APFP)، اسلامی اتحاد المجاہدین (IIM)، روہنگیا لبریشن آرگنائزیشن (RLO)، حرکۃ الجہاد الاسلامی (HJI) روہنگیا اسلامی محاذ (RIM) ہیں۔ یہ تنظیمیں قائم تو کی گئیں، لیکن ان کا کیا حشر ہوا، اس کی تفصیلات کے لئے راقم کی تصنیف ''سر زمین ارکان کی تحریکِ آزادی تاریخی پس منظر میں'' کوملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

بہر حال روہنگیا نیشنل الائنس (RNA) کے کالعدم ہوجانے کے بعد روہنگیا سالیڈریٹی آرگنائزیشن کے دونوں مختلف دھڑوں (ڈاکٹر محمد یونس اور پروفیسر محمد زکریا دھڑے) اور ارکان روہنگیا اسلامک فرنٹ (ARIF) بشمول قوم کے دیگر چند دل جلے علمائے کرام اور دانشوران عظام کی پرزور کوشش کے نتیجے میں ۱۹۹۸ء کے اواخر میں ارکان روہنگیا نیشنل آرگنائزیشن کا قیام عمل میں آیا، جس کی قدرے تفصیلات اگلی سطور میں آرہی ہیں، اور میرا یہ مقدمہ بھی اس کے حوالے سے ہے۔

ادھر ایک طرف ارکان روہنگیا نیشنل آرگنائزیشن (ARNO) اختلاف وافتراق کی شکار ئی تو ادھر دوسری طرف روہنگیا سالیڈریٹی آرگنائزیشن (ARNO) بھی شیخ دین محمد صاحب کے انتقال کے چند سال بعد دو مختلف الفکر دھڑوں میں تقسیم ہوگئی، ان میں سے ایک دھڑا جو مسلح تھا اور ہے، اس کی قیادت ڈاکٹر دین محمد سیدالامین کے بعد ماسٹر محمد ایوب صاحب نے کی، جب کہ دوسرے دھڑا نے مسلح پروگرام کو ختم کر کے مولانا سلیم اللہ عبدالرحمٰن کی قیادت میں منوگرام، دستور کے علاوہ تنظیم کے نام میں'' برائے حقوق'' کے اضافے کے ساتھ روہنگیا سالیڈریٹی آرگنائزیشن برائے حقوق (RSOR) کا روپ دھارا۔

ادھر تقریبا سن ۲۰۰۴ء سے ۲۰۱۰ء کی اس درمیانی مدت میں یورو برما آفس (UBO) کے ڈائرکٹر

مسٹر ہانگ اونگ شوے کے زیرِ سائے روہنگیا قومی اتحاد کے لئے ازسرنو جناب نورالاسلام اور مولانا سلیم اللہ کے علاوہ دیگر روہنگیا علماء اور دانشوروں نے کوششیں کیں، جس کے نتیجے میں منظمۃ التعاون الاسلامی (OIC) کی زیر سرپرستی ۲۰۱۱ء میں ایک متحدہ مجلس عمل یا رابطہ کمیٹی کی شکل میں روہنگیا نیشنل یونین (ARU) کا قیام عمل میں آیا، جس کے پہلے والے کنونشن میں پچیس متحرک اور غیر متحرک تنظیموں نے شرکت کی، جب کہ ۲۰۱۳ء میں منعقد ہونے والے دوسرے کنونشن میں دیگر ڈھیر ساری نوزائدہ تنظیموں کی شمولیت کے ساتھ کوئی اکسٹھ تنظیموں نے شرکت کی۔ اس کے بعد اس متحدہ مجلس عمل کا کیا حشر ہوا، اس کی ایک الگ طول طویل داستان ہے، جس کی تفصیلات راقم کے قلم سے دوسری جگہ میں لکھی جاچکی ہیں۔

۲۰۱۲ء سے ارکان میں مسلمانوں کا قتل عام شروع ہوا تو اس کے ردعمل میں ۲۰۱۵ء کے دوران حرکۃ الیقین (ARSA) نامی ایک مسلح گروپ حافظ عطاء اللہ ابوعمار جنونی کی سرکردگی میں سامنے آیا۔ جس نے یکے بعد دیگرے ۲۰۱۶ء اور ۲۰۱۷ء میں ارکان میں ایک طرز کی مسلح کاروائیاں کیں، جن کے نتیجے میں ارکان کے روہنگیا مسلمانوں پر کیا کچھ بیتا وہ الگ داستان ہے، جس کی تفصیلات دوسری جگہ میں لکھی گئیں اور تاحال لکھی جارہی ہیں۔

۱۔ روہنگیا نیشنل الائنس (RNA):

محترم ڈاکٹر محمد یونس کی قیادت میں روہنگیا سالیڈریٹی آرگنائزیشن (RSO) نے ۱۹۹۴ء میں میدان عمل وتطبیق میں بہت ہی خسارہ اٹھایا تھا، جس کی وجہ سے اور تو اور خود تنظیم داخلی خلفشار کی شکار ہو گئی تھی۔ جس کے بعد آر ایس او کے رہنما ڈاکٹر محمد یونس سمیت دیگران کو یہ بات سمجھ میں آئی کہ اگر سرزمین ارکان میں مزید کام کرنا ہے تو ارکان روہنگیا اسلامک فرنٹ (ARIF) سے مل کر کام کرنا ہوگا، یوں مذکورہ دونوں جماعتوں کے درمیان ۱۰/۷/۱۹۹۵ء میں ایک معاہدہ پر دستخط ہوا، اس معاہدہ کے مطابق اس کا نام روہنگیا نیشنل الائنس دیا گیا تھا۔ (یادرہے کہ اس الائنس میں ان دونوں جماعتوں کے علاوہ ایک تیسری جماعت بھی شامل تھی) جنہوں نے مل کر اس وقت میدان عمل وتطبیق میں وہ کام کیا، جو اس سے پہلے بہت کم دیکھا گیا تھا، جس کا ہر طرف سے سراہا بھی گیا تھا، مگر افسوس ہے

کہ یہ معاہدہ دیر تک بحال نہ رہ سکا، اور مختلف وجوہات کی وجہ سے یہ معاہدہ کالعدم ہو گیا تھا۔

۲۔ نیشنل الائنس کا اعلان:

۱۔ روہنگیا نیشنل الائنس روہنگیا مسلمانوں کا واحد نمائندہ تنظیم ہے۔

۲۔ روہنگیا نیشنل الائنس کا نصب العین ''حق خودارادیت'' ہے۔ جو پورے برما کی عموماً اور ارکان کی دوسری اقلیتوں (جو اس نصب العین پر یقین رکھتی ہیں) کے ساتھ خصوصاً پورے تعاون اور مل جل کر کام کرنے کی خواہاں ہے۔

۳۔ روہنگیا نیشنل الائنس اقوام عالم کی حمایت کی خواہاں ہے، بالخصوص اسلامی ملکوں اور تنظیموں، عدل پسند ملکوں اور تحریکوں، پھر انسانی حقوق کی بحالی چاہنے والی تنظیموں اور فورموں کے تعاون کی بھی خواہاں ہے۔ ساتھ ہی ساتھ برما کے دیگر مخالف گروپوں جو سلورک غاصب حکومت کے خلاف جدو جہد کرتے ہیں کے ساتھ مل جل کر تحریک چلانے کی بھی خواہاں

۳۔ الائنس کے مطالبات:

قومی اتحاد کے پیش نظر عدل وانصاف کو بحال کرنے اور وقت کے درپیش مسائل کو حل کرنے کے لئے روہنگیا نیشنل الائنس نے برمی سلورک حکومت سے درج ذیل مطالبات کئے تھے:

۱۔ سلورک اپنے نام نہاد کنونشن کو فوری طور پر ترک کردے۔

۲۔ سلورک ملک میں آزادیٔ رائے کو فوری طور پر بحال کردے، اور میڈیا پر لگائی گئی تمام پابندیوں کو ختم کردے۔

۳۔ سلورک حکومت جو برما کی اقلیتوں پر آپریشن چلا رہی ہے، اسے جلد از جلد بند کردے۔

۴۔ سلورک انسانی حقوق کو ملک بھر میں بحال کردے، اور انسانیت کے خون کرنے والے تمام پروگراموں کو بھی ترک کردے، ساتھ ہی ساتھ متضاد الزام تراش تراش کر جتنے شہریوں کو سیاسی قیدی بنا یا جا چکا ہے انہیں فی الفور رہا کردے۔

۵۔ سلورک روہنگیا مسلمانوں پر مزید مظالم کی چکی چلانا بند کردے، اور ان مسلمانوں پر لگائی گئی تمام پابندیاں ختم کردے۔

۶۔ سلورک ملک کی تمام سیاسی مشکلات و مسائل کو حل کرنے کے لئے برما کی تمام اقلیتوں بشمول روہنگیا مسلمانوں کے نمائندوں پر مشتمل یک نیشنل اجلاس منعقد کرے، جس میں روہنگیا مسلمانوں کی مسلح جدوجہد کرنے والی اور علمی وثقافتی پروگراموں کے لئے بنی ہوئی تنظیموں کے نمائندوں کو شرکت کی دعوت دی جائے۔

۷۔ مجوزہ اس اجلاس میں برما کو خالص ایک فیڈرال یونین بنانے کے تمام امکانات پر غور وخوص ہو۔

۸۔ ان تمام گفتگو کو چلانے اور جملہ پروگراموں کو آگے بڑھانے کے لئے مذکورہ مجوزہ اجلاس میں حاضر ہونے والی تمام اقلیتوں کے نمائندوں کی اتفاق رائے سے ایک عبوری حکومت کی تشکیل دی جائے، اور سلورک اپنے تمام اختیارات اس ممکنہ مجوزہ حکومت کے ہاتھ میں منتقل کردے، تاکہ وہ اپنے فرائض کو مکمل آزادی کے ساتھ انجام دے سکے۔

۹۔ عبوری حکومت ملک میں از سر نو انتخابات کرانے کے قبل ملک کی تمام اقلیتوں کی شمولیت میں ایک آئین ساز اسمبلی کی تشکیل دے گی، جو ملک کے نئے آئین بنائے گی، اور اگلے انتخابات تک تمام فرائض حسن وخوبی کے ساتھ انجام دے گی۔

۴۔ ارکان روہنگیا نیشنل آرگنائزیشن(ARNO):

روہنگیا نیشنل الائنس (RNA) کا اپنے آپ کالعدم ہو جانے کے بعد ہمارے قومی قائدین نے ماضی کے تلخ تجربات کو سامنے رکھ کر یہی سوچنا شروع کیا کہ الائنس وغیرہ کے ذریعے قومی کاز کو آگے بڑھانا مشکل ہے، اس لئے تمام منظمات کو کالعدم کر کے اور ایک تنظیم پوری انضمامی شکل میں وجود میں لانا ضروری ہے، یوں انضمامی شکل میں اور ایک تنظیم کو وجود میں لانے کی کوشش تیز کردی گئی، اور ۱۹۹۷ء کے ابتدائی مہینوں میں ان کی یہی کوشش تیز سے تیز ہو چکی تھی، اس زمانے میں بڑی خوشی کی بات یہ تھی کہ قومی سطح پر اس وقت پائی جانے والی ہماری متحرک قومی جماعتوں کے تقریباً تمام نمایاں قائدین اتحاد جیسے اس مبارک کام کو آگے بڑھانے میں خوش وخرم اور سرگرم عمل ہو گئے تھے، اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جس طرح ہماری قومی تحریک کی تاریخ میں نااتفاقی، افراتفری، تفرقہ واختلاف، انتشار واضمحلال، نفرت وعداوت کا ایک طویل سلسلہ پایا جاتا ہے، جس پر عام لوگوں کی نظریں ہمیشہ مرکوز رہتی ہیں، اسی طرح اسی تحریک کی تاریخ

میں اتفاق واتحاد، ہم آہنگی اور یک جہتی کا بھی ایک سلسلہ پایا جاتا ہے، جس کی طرف عام لوگوں کی نظریں جاتی نہیں اور جاتی بھی تو بہت کم جاتی ہیں، البتہ یہی سچ ہے کہ ہماری قومی تحریک کی تاریخ میں بننے سے زیادہ بگڑنے یا بگاڑنے کا سلسلہ طویل سے طویل تر پایا گیا ہے۔

بہر حال ۱۹۹۸ء کے درمیانی مہینوں میں اس وقت پائی جانے والی متحرک تین جماعتوں یا گروپوں کے مابین قومی یک جہتی و ہم آہنگی، اتحاد و اتفاق کے حوالے سے ایک معاہدہ پر دستخط ہو گیا، جس کے مطابق اگلی ہونے والی تنظیم کے لئے نیشنل اسٹنڈ نگ کمیٹی (NSC) نامی ایک قائمہ کمیٹی وجود میں لائی گئی، جس میں درج ذیل تین منظمات تھیں:

۱۔ ارکان روہنگیا اسلامک فرنٹ (ARIF) زیر قیادت محترم نورالاسلام صاحب۔ (مسلح)

۲۔ روہنگیا سالیڈ یریٹی آرگنائزیشن (RSO) زیر قیادت ڈاکٹر محمد یونس صاحب۔ (مسلح)

۳۔ روہنگیا سالیڈ یریٹی آرگنائزیشن (RSO) زیر قیادت پروفیسر محمد زکریا صاحب۔ (غیر مسلح)

کے علاوہ قومی سطح کی مستعد و قابل چند شخصیات کو بھی شامل کیا گیا تھا۔ اب قائمہ کمیٹی میں شامل تمام حضرات کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۵۔ نیشنل اسٹنڈ نگ کمیٹی (NSC) کے ممبران:

۱۔ جناب نورالاسلام صاحب

۲۔ جناب ڈاکٹر محمد یونس صاحب

۳۔ جناب پروفیسر محمد زکریا صاحب

۴۔ جناب مولانا دین محمد صاحب

۵۔ جناب اڈووکٹ شفیق احمد صاحب

۶۔ جناب حاجی محمود (فرضی نام) صاحب

۷۔ جناب کمانڈر سلیم اللہ صاحب

۸۔ جناب اڈووکٹ ابوالکلام صاحب

۹۔ جناب مولانا سلیم اللہ صاحب

۱۰۔ جناب ماسٹر فیاض احمد صاحب

۱۱۔ جناب الحاج سعید الرحمٰن صاحب

۱۲۔ جناب مولانا محمود الحسن صاحب

۱۳۔ جناب شجاع (فرضی نام) صاحب

۱۴۔ جناب الحاج عبدالرشید صاحب

۱۵۔ جناب قاری عبدالسلام صاحب

۱۶۔ جناب اشرف عالم صاحب

۱۷۔ جناب اظہار میاں صاحب

۱۸۔ جناب ابولفیاض صاحب

۱۹۔ جناب عبدالصمد صاحب

۲۰۔ جناب مولانا سیف الاسلام صاحب

۲۱۔ جناب کمانڈر محمد یونس صاحب

۲۲۔ جناب الحاج محمد انور صاحب

۲۳۔ جناب رشید احمد صاحب

۲۴۔ جناب الحاج نور محمد صاحب

۲۵۔ جناب ماسٹر جعفر احمد صاحب

۲۶۔ جناب ممتاز جمیل صاحب

۲۷۔ جناب مولانا طاہر جمال ندوی صاحب

۲۸۔ جناب الحاج حسین احمد صاحب

۲۹۔ جناب الحاج محمد اقبال صاحب

۳۰۔ جناب یونس احمد صاحب

۳۱۔ جناب انور صادق صاحب

۳۲۔ جناب ماسٹر ابوالفیض صاحب

۳۳۔ جناب ماسٹر امان اللہ صاحب

۳۴۔ جناب پروفیسر عبداللہ (فرضی نام) صاحب

نیشنل اسٹنڈنگ کمیٹی نے پورے غور وخوص اور طویل بحث ومباحثہ کے ساتھ مسلسل اجلاس کے ذریعے ایک جامع ومانع اور قابل صدستائش دستور سامنے لایا، اوراس دستور کے مطابق مجلس عاملہ بشمول دیگر مجالس کی تشکیل عمل میں آئی۔اورجس کے مطابق دسمبر ۱۹۹۸ء میں ارکان روہنگیا نیشنل آرگنائزیشن (ARNO) کا باضابطہ اعلان ہوا۔اس حوالے سے راقم سطور کا ایک تحریر کردہ اقتباس ملاحظہ ہو، جواس نے اپنی زیرنظر اور مخطوطہ کاوش ''سرزمین ارکان کے درخشاں ستارے جلد پنجم ''میں لکھا ہے:

> '' بہرحال دسمبر ۱۹۹۸ء کو پوری قوم میں سے کچھ دل دردمند اور فکرارجمند اور قابل و مستعد حضرات علمائے کرام اوردانشوران عظام، انقلابی اور سیاسی لوگوں کی طویل جد وجہد اور پیہم کوششوں کے نتیجے میں قومی سطح کی متحرک چند جماعتوں، گروپوں اور شخصیتوں کے مابین یک جہتی وہم آہنگی، اتحادواتفاق سامنے آیا، یوں ارکان روہنگیا نیشنل آرگنائزیشن کے قیام کا اعلان ہوا، اس سے پہلے اس نئی تنظیم کا دستور پورے غوروخوص اور مسلسل اجلاس کے ذریعے مرتب ہو چکا تھا، جس کے مطابق الکشن ہوا، جس کے نتیجے میں مسٹر نورالاسلام صاحب صدر اور ڈاکٹر محمد یونس نائب صدر اول اور مولانا سیف الاسلام صاحب نائب صدر ثانی مقرر ہوئے''۔

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مذکورہ انتخابات کے نتیجے میں سامنے آنے والے مجلس عاملہ کے سارے اراکین کے اسمائے گرامی مع مناصب یہاں درج کردوں، تولیجئے حاضر خدمت ہیں؛

۶۔ اراکین مجلس عاملہ:

۱۔ جناب نورالاسلام صاحب۔ — صدر

۲۔ جناب ڈاکٹر محمد یونس صاحب۔ — نائب صدر اول، ذمے دار برائے امور سیاست

۳۔ جناب مولانا سیف الاسلام صاحب۔ — نائب صدر ثانی، ذمے دار برائے امور تنظیم۔

۴۔ جناب پروفیسر محمد زکریا صاحب۔ — جنرل سکرٹیری، ذمے دار برائے دفتری امور۔

۵۔ جناب الحاج سعید الرحمٰن صاحب۔ — سکرٹیری برائے امور مالیات۔

۶۔ جناب ماسٹر امان اللہ صاحب۔ — سکرٹیری برائے نشر واشاعت وتحقیقات۔

۷۔ جناب الحاج محمد اقبال صاحب۔ — سکرٹیری برائے امور مہاجرین واین جی اوز

۸۔ جناب ماسٹر فیاض احمد صاحب۔ — سکرٹیری برائے امور تعلیم وثقافت۔

۹۔ جناب کمانڈر سلیم اللہ صاحب۔ — چیف آف مجاہدین۔

۱۰۔ جناب کمانڈر محمد یونس صاحب۔ — نائب چیف آف مجاہدین۔

۱۱۔ جناب مولانا دین محمد صاحب۔ — سکرٹیری برائے امور صحت وبہبود عامہ۔

۱۲۔ جناب الحاج اظہار میاں صاحب۔ — سکرٹیری برائے معاشی ترقی۔

۱۳۔ جناب قاری عبدالسلام صاحب۔ — سکرٹیری برائے دعوت وارشاد۔

اس مذکورہ دستور کے مطابق مجلس عاملہ کے علاوہ بھی اور چند کمیٹیوں کی تشکیل عمل میں آئی، جن میں سے چند یہ ہیں:

۷۔ الکشن کمیشن:

۱۔ جناب ماسٹر اے کے اے فیض — چیف

۲۔ جناب ممتاز جمیل

۳۔ جناب اشرف عالم

۴۔ جناب یونس احمد

۵۔ جناب ابوالفیض صاحب

۸۔ آڈیٹ کمیٹی:

۱۔ جناب حاجی محمود صاحب (فرضی نام) — چیرمن

۲۔ جناب ممتاز جمیل صاحب

۳۔ جناب حسین احمد صاحب

۴۔ جناب ماسٹر جعفر احمد صاحب

۵۔ جناب نور محمد صاحب

۹۔ شریعہ کونسل:

۱۔ جناب مولانا محمود الحسن صاحب چیرمن

۲۔ جناب مولانا طاہر جمال ندوی صاحب

۳۔ جناب اڈووکٹ ابوالکلام صاحب

۴۔ جناب مولانا سلیم اللہ صاحب

۵۔ جناب مولانا اڈووکٹ شفیق احمد صاحب

۱۰۔ کمیٹی برائے امور مالیات:

۱۔ جناب سعید الرحمٰن صاحب چیرمن

۲۔ جناب ابوالکلام صاحب

۳۔ جناب شجاع (فرضی نام) صاحب

۴۔ جناب حاجی عبدالرشید صاحب

اس کے بعد پروگرام یہی تھا کہ دونوں مذکورہ جماعتوں کے مجاہدین کو مرحلہ وار مختلف تربیتی کورسس کے ذریعے انضمام کرلیا جائے گا، چناں چہ مجاہدین کے کیمپوں میں اس حوالے سے چند تربیتی کورسس ہوبھی پائے تھے، مگر افسوس ہے کہ ان دونوں جماعتوں کے مجاہدین کو ہر چند کوشش کے باوجود قریب لایا نہ جا سکا، اور وقت کے ساتھ ساتھ قربت کے بجائے ان دونوں کے مابین سوئے تفاہم کا خلیج بڑھتا چلا گیا، اور شکایات در شکایات اور الزامات در الزامات کا ایک طویل اور غیر متناہی سلسلہ شروع ہوگیا، جس کے نتیجے میں مرکزی قائدین کے مابین بھی الزام در الزام کی شکل میں سوئے تفاہم کا دورہ ہو چلا، یوں بالآخر ارکان روہنگیا نیشنل آرگنائزیشن میں کی اعلی قیادت اور مجاہدین کے مابین دڑارے پڑ گئے، البتہ تنظیم میں اب کی بار جو بگاڑ آیا اسے ازسرنو بنانے سنوارنے کے حوالے سے

ہماری اعلی قیادت کے علاوہ بھی چند دیگر دل جلے علماء اور دانشوران نے ہر چند کوششیں کیں، مگر وقت کے ساتھ ان کی تمام کوششیں رائگاں گئیں یا کردی گئی تھیں، اور اب کی بار تنظیم جس مصیبت کے گرداب وبھنور میں پھنس چکی تھی اس سے نکلنے کے لئے بڑی حد تک جان سوزی کی گئی، اور ہر طرف ہاتھ پیر مار کے دیکھا گیا، مگر بے سود، بالآخر ہوا وہ کہ جس کا شدید سے شدید ترین خدشہ تھا۔ یعنی ارکان روہنگیا نیشنل آرگنائزیشن کے اعلان کے چند مہینے گزرتے نہ گزرتے مولانا دین محمد (مرحوم) وغیرہ کی قیادت میں مسلح آر ایس کے مجاہدین نے تنظیم سے خروج اور اس سے اپنی مکمل علیحدگی کے ساتھ کالعدم ''روہنگیا سالیڈیریٹی آرگنائزیشن'' کے زندہ ہونے کا بھی اعلان کردیا تھا۔ جس کی وجہ سے ہمارے سیاسی اور انقلابی آنگن میں بڑی افسوسناک حد تک تلخیاں بڑھ چکی تھیں، اور دیکھتے ہی دیکھتے معاملہ ہاتھا پائی سے آگے بڑھ کر خون ریزی تک پہنچ چکا تھا۔

ادھر مجاہدین میں افراتفری ہوچکی تو ادھر تنظیم کی اعلی قیادت میں بھگدر مچ گئی تھی، اور الزام در الزام کا ازسرنو دورہ پڑ چکا تھا، یوں اگلے چند دنوں کے بعد محترم پروفیسر محمد زکریا صاحب سمیت ان کے ہم نوا چند حضرات ارکان روہنگیا نیشنل آرگنائزیشن سے علیحدہ ہوگئے تھے۔

اب جہاں تک محترم ڈاکٹر محمد یونس کا سوال ہے، آں جناب تب بھی تنظیم سے لو لگائے ہوئے تھے، ان کا موقف بھی تنظیم کے گئے گزرے حالات کے حوالے سے محترم نورالاسلام صاحب اور ان کے ہم خیالوں جیسا تھا، مگر اگلے چند مہینے گزرتے نہ گزرتے ان کے موقف میں خاصی تبدیلی محسوس کی گئی، اس درمیان ان کو امریکہ کا سفر پیش آیا، اور انہوں نے اس سفر سے نہ چاہتے ہوئے واپسی کے معا بعد ۳ رستمبر ۲۰۰۰ء میں تنظیم سے علیحدگی اختیار کرلی، جس کی وجہ سے تنظیم کا خاصا نقصان ہوا تھا۔

اس داستان کی ساری تفاصیل ایک طرف اس عجالہ میں ممکن نہیں، دوسری طرف اسے من وعن یہاں بیان کردیا جائے گا تو ہمارے مابین سوئے تفاہم کا خلیج مزید بڑھ جانے کا شدید اندیشہ ہے۔ البتہ اگر اللہ تعالی کی توفیق سے راقم کی کاوش ''تاریخ ارکان کے درخشاں ستارے جلد پنجم'' چھپ کر منظر عام میں آئے گی، تو اس میں اس افسوسناک داستان کی ساری تفصیلات من وعن بالترتیب پڑھی جا سکیں گی۔ انشاء اللہ۔

۱۱۔ نیشنل یونائی ٹڈ پارٹی آف ارکان (NUPA) سے ایک تاریخی معاہدہ:

ارکان روہنگیا نیشنل آرگنائزیشن سے آر ایس او والوں کی مکمل علیحدگی کے بعد اگرچہ تنظیم خاصی پریشانی کی شکار ہو چکی تھی، تاہم محترم نور الاسلام صاحب کی قیادت میں اسے دوبارہ اس وقت قدرے سنبھالا ملا، جب ارکان روہنگیا نیشنل آرگنائزیشن (ARNO) اور نیشنل یونائی ٹڈ پارٹی آف ارکان (NUPA) کے مابین ستمبر ۲۰۰۰ء میں ایک تاریخی معاہدہ پر دستخط ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے اور تو اور تنظیم سمیت روہنگیا مسلمانوں کا بہت ہی فائدہ ہوا تھا، جسے علاقائی اور بین الاقوامی بعض تنظیموں، فورموں اور حلقوں نے نہایت پر شکوہ انداز میں سراہا، اور دونوں تنظیموں کی حوصلہ افزائی بھی کی گئی تھی۔

یاد رہے کہ نیشنل یونائی ٹڈ پارٹی آف ارکان اس وقت برمی مخالف زیر زمین کام کرنے والے دیگر ارکانیوں کی ایک مشتر جماعت تھی، جو دراصل پچھلی پچیس جماعتوں کا مشترکہ پلیٹ فارم بھی، جس میں اور تو اور ارکانی مسلمانوں کی بھی نمائندگی تھی، دراں حالیکہ اس میں مونگ چونو نامی ایک مسلمان نائب صدارت جیسے موقر عہدہ پر فائز تھا۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اس تاریخی معاہدہ کو یہاں من وعن درج کر دیا جائے، تاکہ ہم اور ہماری اگلی نسلوں کو اس سے فائدہ پہنچے:

نیشنل یونائی ٹڈ پارٹی آف ارکان (NUPA) اور ارکان روہنگیا نیشنل آرگنائزیشن (ARNO) کے درمیان کیا گیا ایک معاہدہ (الائنس) کا

متحدہ اعلان:

سرزمین ارکان قدیم زمانے سے ایک آزاد اور خود مختار سرزمین تھی، برما پہلی خارجی طاقت تھی کہ جس نے ۱۷۸۴ء کو چڑھائی کر کے اسے اپنے قبضے میں لے لیا تھا، پھر ۱۸۲۴ء میں برطانوی استعماری سامراجیوں نے ہمارے وطن کو غصب کیا تھا، مگر ارکانی قوم نے ہر موقع پر اپنے وطن کو آزاد کرنے کے لئے ان خارجی استعماری قوتوں کے خلاف خون آشام جنگیں لڑی تھیں۔

دوسری عالمی جنگ کے دوران دنیا کی دیگر ممالک مستعمرہ کی اقوام کی طرح ارکانی قوم نے بھی اپنی کھوئی ہوئی آزادی کے حصول کے لئے بڑی جدوجہد کی تھی، لیکن ۱۹۴۸ء کو برطانوی سامراجوں نے باوجودیکہ ان کا کوئی جواز نہ تھا کہ ناجائز طریقے سے ارکانی قوم کی رائے اور چاہت وطلب کے خلاف ارکان کو برمیوں کے ہاتھ میں دے کر یہاں سے چلا گیا تھا، واقعہ یہ ہے کہ آج برمن لوگ برطانوی استعمار کی جگہ پر ایک دوسرے مستعمرین بن چکے ہیں، جو اپنی قہرمانی سطوت کے ناطے ارکان کو ان کا کالونی بنا کر خود ساختہ اور بناوٹی یونین آف برما کے اندر رکھنے کے لئے اپنے موروثی روایت اور اپنی پرانی پالیسی ”لڑاؤ اور حکومت کرو“ کی بنیاد پر حکومت کر رہے ہیں۔

برمی سامراجی حکومت ہمیں نگل کر پوری طرح برمیانے کی پالیسی کے تحت ہمارے نام ونشان کو مٹا رہی ہے، صفایا اور نسل کشی، تشدد اور مظالم کے ذریعے ہماری پوزیشن اور قومی ساکھ کو ختم کرنے کے لئے وسیع پیمانے پر ہماری تمام قومی روایات اور یادگاروں کو مٹا رہی اور لٹ رہی ہے، آج ہمارے قوم خود اپنے وطن میں خانہ بدوش ہے، پھر اس کی ایک بھاری اکثریت دوسرے ملکوں میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئی ہے۔

ہمارے آبائی وطن ارکان جسے ہمیں دانستہ طور پر واپس نہیں دیا گیا تھا، ایک ایسی سرزمین ہے جو اب تک مستعمرہ ہے، اور یہاں کی ساری قوم استعماری سوسائٹی کے اندر ہے، جب کہ برمن لوگ ہمارے غیر بھی ہیں اور غیر ملکی ناجائز دخلاء بھی۔

ہم ارکانی قوم ہے، یہاں رکائن اور روہنگیا دو بڑی نسلی گروہوں کے علاوہ دیگر قبائلی اور نسلی گروہ ہیں جن میں مرو، مرونگ، کامی، آنو، کانگ سو، لونکی، شانڈو، شاؤ، چھن، چاکموا (چاک) ڈائنا، کمان، مریما گری (بڑوا) بھی موجود ہیں، جنھوں نے مظالم اور تشدد، پابہ زنجیری اور غلامی سے نجات اور برمی استعماری سامراجیوں کے پنجے سے مکمل آزادی کا فیصلہ کر لیا ہے۔

اور ہم اپنے آزادانہ جذبات وامنگ، آزادانہ ضمیر وشعور کے ساتھ ایک آزاد قوم کی حیثیت سے اپنی قومی منزل مقصود تک پہنچنے اور اپنی اولاد ونسل کے مستقبل کے لائحۂ عمل کو مرتب کرنے اور اسے عملی جامہ پہنانے کے خواہاں ہیں۔

اور ہم اپنے فیصلہ کن مرحلہ پر نیشنل یونائی ٹڈ پارٹی آف ارکان (NUPA) اور ارکان روہنگیا نیشنل

آرگنائزیشن(ARNO)ایک دوسرے کو پوری ارکانی قوم کی قانونی نمائندہ تسلیم کرتے ہیں۔

دونوں جماعتیں آپس کے تمام مسائل کو پوری سنجیدگی اور آگہی، پوری دانش مندی اور باریک بینی کے ساتھ مکمل تصفیہ کر چکی ہیں، اور ہم اپنے قومی اور سیاسی مسائل کو ایک ہی خیال سے سوچتے اور دفاعی و بین الاقوامی تعلقات جیسے میدان کے مسائل کو ایک ہی سطح پر اور ایک ہی نکتہ نظر سے سمجھتے ہوئے ۱۶/ ستمبر/۲۰۰۰ء میں دونوں جماعتوں کے درمیان ہماری قوم کی مکمل آزادی کے پیش نظر ایک تاریخی اور سیاسی معاہدہ (الائنس) کرنے کے ساتھ یہی اعلان کرتے ہیں کہ:

۱۔ نیشنل یونائٹڈ پارٹی آف ارکان (NUPA) اور ارکان روہنگیا نیشنل آرگنائزیشن (ARNO) پوری ارکانی قوم کی قانونی نمائندہ جماعات ہیں۔

۲۔ ان یو پی اے اور اے آر این او کی برمن استعمار کے خلاف متحدہ جدوجہد "ارکان کی مکمل آزادی" کے لئے ہے۔

۳۔ تمام ارکانی قوم، ان کا تعلق اندرون وطن سے ہو یا ہجرت کی سرزمین سے، تمام کی تمام ارکانی قوم کا ایک غیر منقسم حصہ ہے،، ہمارا معاہدہ (الائنس) ہر قسم کی ذات پات، رنگ و نسل، دین و دھرم، اور علاقائی عصبیت سے بلند ہو کر قومی اتحاد کو مضبوط سے مضبوط تر کرے گا۔

۴۔ ہمارا معاہدہ، ہمارا مشترکہ قومی دشمن، حالیہ برمی فوجی حکومت (SPDC) کے خلاف اٹھ کھڑی ہونے والی تمام قومی انقلابی تحریکوں اور جمہوری قوتوں کے ساتھ تعاون اور مل جل کر جدوجہد کرنے کا متمنی ہے۔

۵۔ یہ معاہدہ، اقوام عالم، اقوام متحدہ (UNO) اسلامی کانفرنس (OIC) سمیت تمام عالمی اور علاقائی جماعتوں، قریبی ملکوں، غیر سرکاری تنظیموں (NGO) اور تنظیم برائے انسانی حقوق سمیت دیگر تمام انسانی تنظیموں کو پورے تعاون اور بھرپور امداد کی دعوت دیتا ہے۔

کنگ ماؤ نگ — نورالاسلام

صدر نیشنل یونائٹڈ پارٹی آف ارکان (NUPA) — صدر ارکان روہنگیا نیشنل آرگنائزیشن (ARNO)

۱۳۔ ارکان روہنگیا نیشنل آرگنائزیشن پر مصائب:

۲۰۰۲ء کے ابتدائی مہینوں میں ارکان روہنگیا نیشنل آرگنائزیشن (ARNO) پر آزمائش و امتحان، مصائب و آلام کا آن آپڑا تھا، کہ اچانک تنظیم کے کمانڈر سلیم اللہ صاحب کو ایک ہندو پولیس انسپکٹر جس کا نام ایم پالیت تھا نے حراست میں لے لیا، اور ساتھ ہی ساتھ تنظیم کے دیگر اعلی قائدین کی تلاش شروع کر دی گئی، صرف یہی نہیں بلکہ معسکروں پر پے در پے حملے بھی شروع کر دیے گئے، جس کی وجہ سے چند دن کے اندر ارکان روہنگیا نیشنل آرگنائزیشن انتشار واضمحلال کی شکار ہو گئی تھی۔

کمانڈر سلیم اللہ صاحب پر طرح طرح کے بے بنیاد الزامات لگائے گئے، جن میں قتل و غارت گری، غیر قانونی اسلحہ جات کی تجارت، ڈکیتی اور غیر قانونی طور پر باڈر کراسنگ جیسے الزامات قابل ذکر ہیں، باوجودیکہ ان کے خلاف لگائے گئے الزامات کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی گئی، اور مقدمات بھی لڑے گئے، لیکن ان کی خلاصی کو بالآخر لگ بھگ سات سال کے عرصہ لگ گئے تھے۔

تو ظاہر ہے کہ ارکان روہنگیا نیشنل آرگنائزیشن والوں کے لئے ہر کجا زمین تنگ ہو گئی تھی، بعد میں دیگر چند اعلی کمانڈروں کو بھی حراست میں لے لیا گیا تھا، اور تنظیم کے تقریبا سارے اسلحہ جات اور جملہ سروسامان پر بھی قبضہ ہو چکا تھا، ایسے حالات میں تنظیم کے صدر محترم نورالاسلام سمیت دیگر اعلی لیڈروں کو اپنے اپنے بچاؤ کے حوالے دیگر پر امن ملکوں میں پناہ لینا پڑا تھا۔

۲۰۰۳ء میں محترم نورالاسلام صاحب لندن میں پناہ گزین ہوے، اور یہاں پہنچتے ہی انہوں نے پر امن طریقے سے سیاسی جدوجہد شروع کر دی، اس سلسلے میں یورو برما آفس (EBO) سے رابطہ کیا، چناں چہ یورو برما آفس کے ڈائرکٹر مسٹر ہانگ شوے نے انہی ہاتھوں ہاتھ لے لیا، اسی طرح برما کے حوالے سے کام کرنے والے دیگر گروپوں اور بعض جانی مانی شخصیات سے مل کر یا ان کے تعاون سے زبردست سیاسی سرگرمی کا آغاز کر دیا، اور ساتھ ساتھ ہمارے بعض جدید الفکر اور پتے کے نوجوانوں کی سیاسی تربیت بھی شروع کر دی، جس کے ماشاءاللہ خاصے مثبت نتائج برآمد ہوے، ۲۰۰۵ء سے انہوں نے مسٹر ہانگ سے مل کر ایسے ایسے سیاسی اقدامات کئے جو روہنگیا قوم کی سیاسی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

مسٹر ہانگ شوے کو نور الاسلام صاحب نے ۲۰۰۷ء میں سعودی عرب کا دورہ کرایا، آپ بذات خود ان کے ساتھ شریک ہو کر منظمۃ التعان الاسلامی (OIC) کے صدر دفتر جدہ میں گئے، اور ایک قومی سطح کے متحدہ پلیٹ فارم پر غور کیا، جس کا نتیجہ ہم آج ارکان روہنگیا یونین (ARU) کی شکل میں دیکھ رہے ہیں۔ اسی طرح آپ نے مسٹر ہانگ کی معیت میں سعودی عرب کے علاوہ بھی مختلف ممالک کے دورے کئے، جن میں ملائشیا اور تھائی لینڈ قابل ذکر ہیں۔

یہاں ایک اور بات قابل ذکر ہے، وہ یہ ہے کہ چوں کہ ارکان روہنگیا نیشنل آرگنائزیشن ایک سیاسی اور انقلابی جماعت کے بطور وجود میں آئی یا لائی گئی تھی، جس کے لئے مسلح جدوجہد ناگزیر امر تھا، مگر ۲۰۰۷ء میں یہ جماعت مسلح جدوجہد سے دست بردار ہوگئی ہے، اور مذکورہ سال میں آفیشل طور پر اعلان کر دیا گیا کہ اے آر این او اب مسلح سرگرمی کی متحمل نہیں بلکہ وہ ابھی سے ایک پرامن سیاسی جماعت ہے۔ البتہ یہ بھی یاد رہے کہ اے آر این او کا سلوگن یا نصب العین میرے علم کے مطابق اب بھی ماضی کی طرح " حق خود ارادیت " ہے۔ واللہ اعلم۔

☆ ☆ ☆

حرکۃ الیقین (ARSA)

ARAKAN ROHINGYA SALVATION ARMY(ARSA)

۲۰۱۱ء میں منظمۃ التعاون الاسلامی (OIC) کے زیر سائے ارکان روہنگیا یونین (ARU) کے قیام عمل میں آیا تو مگھ اور برمی عصریت پسند عناصر خائف ہو گئے، انہوں نے یہی سمجھا کہ مسلم ممالک کے تعاون سے ارکان کے روہنگیا مسلمان ارکان پر قبضہ کرلیں گے، تو یہ شر پسند ایک راہ کے متلاشی ہو گئے کہ اس سے قبل ارکان پر مسلمانوں کا قبضہ ہو جائے، ضرورت ہے کہ یہاں سے مسلمانوں کو ہی سرے سے ختم کر دیا جائے۔

دراں حالیکہ برمی اقتدار پر جنرل تھین سین کا قبضہ تھا، یکا یک ۲۰۱۲ء میں تنگوپ کے علاقے میں مسلمانون پر الزام لگایا گیا کہ کسی مسلمان نے ایک مگھ دوشیزہ کو زنا بالجبر کے بعد قتل کر دیا ہے، (یاد رہے کہ بعض مبصرین کا کہنا تھا کہ دراصل ایک منصوبہ بند سازش کے تحت مذکورہ زنا بالجبر پھر قتل کا ڈھنڈورا پیٹا گیا تھا، جب کہ بعض لوگوں کا یہی بیان ہے کہ زنا بالجبر اور قتل تو ہوا لیکن یہ کسی مسلمان کے ہاتھ سے نہیں بلکہ اس کا مرتکب خود ایک مگھ اوباش تھا) تو اس کے چند دن بعد اسی تنگوپ کے مقام پر جماعت تبلیغ کے دس برمی نژاد داعیوں جو ارکان سے براہِ خشکی رنگون کی طرف سفر کر رہے تھے کو مگھوں نے بڑی بے دردی سے قتل کر دیا، تو ان واقعات کو ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت دونوں ہم سایہ قوموں کے مابین اشتعال کا سبب بنایا گیا۔

اب مسلمانوں نے اس دردناک قتل کے بعد ارکان کے بعض مقامات میں مظاہرے کئے، جن میں منگڈو ٹاؤن کا مظاہرہ نا قابلِ فراموش ہے، جس میں اطراف کے مسلمان بھاری تعداد میں جمع ہوئے، اور مظاہرے کے دوران حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ اس بے دردی سے قتل کئے گئے داعی مسلمانوں کے قاتلین کو انصاف کی کٹھری میں لایا جائے، لیکن ان پرامن مظاہرین کو پولیس نے بزور طاقت روکنے کی کوشش کی تو مظاہرین اور بھی مشتعل ہو گئے، اور پولیس پر حملہ کر دیا گیا، جس کے نتیجے میں ایک روایت کے مطابق ایک یا دو پولیس مارے گئے، اب پولیس نے فائرنگ کی تو مظاہرین

میں سے چند افراد شہید ہوگئے۔

پھر ہوا کیا کہ یہاں امن وآمان کو بحال کرنے کے بجائے مظاہرہ اور پولیس پر حملے کو سبب بنا کر برمی اور مگھ فوج بشمول مگھ شرپسند عناصر دندناتے ہوئے میدان میں آگئی، مسلم بساتین میں گھس کر ہزاروں گھر جلا دیئے گئے، بستیوں کی بستیوں کو اجھاڑا گیا، ساتھ ہی ساتھ قتل عام شروع کر دیا گیا، جس کے نتیجے میں سینکڑوں مسلمان شہید ہوے، اور لاکھوں اپنے ہی ملک میں بے گھر ہوگئے، اور ہزاروں نے وطن چھوڑ کر بنگلادیش میں پناہ لی۔

ایسے حالات میں روہنگیا مسلمانوں کے کچھ نوجوانوں میں از سرنو فکر لاحق ہوگئی کہ کس طریقے سے یہاں کے مسلمانوں کو ان مگھ برمی ظالموں کے مظالم واستبداد سے نجات دلایا جائے، جن میں عطاء اللہ معروف بہ ابوعمار جنونی نامی نوجوان سرِفہرست ہے۔

مشہور روایت کے مطابق عطاء اللہ کی پیدائش پاکستان کے معروف شہر کراچی میں ہوئی، تحفیظ قرآن کریم کے علاوہ کچھ دینی تعلیم بھی وہیں پائی، شادی کے بعد مع اہل خانہ سعودی عرب گیا، ریاض میں ایک مسجد کی امامت کا فریضہ انجام دیتا رہا، ایسے میں ۲۰۱۳ء کے بعد اس سے گلوبل روہنگیا سنٹر (GRC) کے کچھ سرکردہ لوگوں سے ملاقات ہوئی، جن کی ایماء پر یا رہنمائی میں اس نے ملک شام کا سفر کیا، جہاں اس نے ایک جہادی تنظیم جو اس زمانے میں بشار الاسد حکومت سے برسرِ پیکار تھی کے ایک قائد کے ہاتھ پر بیعت کے ساتھ کچھ جسمانی اور فکری تربیت بھی حاصل کی، اس کے بعد سعودیہ اور پاکستان ہوتے ہوئے ملائشیا، تھائی لینڈ پھر بعض لوگوں کے مطابق اندرونِ برما کا دورہ کیا، اس کے بعد اندرون ارکان پہنچا۔

کہتے ہیں کہ حرکۃ الیقین نامی تنظیم کی بنیاد بھی سعودی عرب میں ڈالی گئی ہے، یہ بات سچائیت پر مبنی ہو یا نہ ہو، تاہم یہ بات پوری سچائیت پر مبنی ہے کہ ارض مقدس سعودی عرب میں اس تنظیم کے کافی اراکین اور کارکنان موجود تھے اور ہیں، جن میں مولوی ابوالکلام حیدری (جس نے غالبا ۲۰۱۶ء سے پہلے اندرون ارکان کا پندرہ روزہ دورہ کیا تھا) اور مولوی ابوالکلام رامیو بیلی سرِفہرست ہیں، جنہیں چند سال قبل حکومت سعودیہ نے حراست میں لے لیا ہے، اور تادم تحریر جیل خانے کی اندھیرے میں غرق ہیں۔

بہر حال عطا اللہ ابوعمار جنونی اندرون ارکان میں پہنچا تو وہاں کے کچھ ان نوجوانوں نے جن کے دل میں مگھ برمیوں خلاف بدلے کی آگ سلگ رہی تھی، ایک برمحل قائد بلکہ نجات دہندہ سمجھ کر اس کا بھر طریقے سے استقبال اور خیر مقدم کیا، یوں اس نے نہتے مگر مسلح سرگرمی کا آغاز کرتے ہوئے شمالی مغربی ارکان کے عموما اور علاقۂ منگڈو کے خصوصا بڑی تعداد میں نوجوانوں کی تربیت کی، ویسے ایک سال گزرتے نہ گزرتے خود تو نہتے تھے ہی، اس پر مستزاد پہلی مرتبہ ۲۰۱۶ء، پھر دوسری مرتبہ ۲۰۱۷ء میں علاقے بھر کے بعض ناعاقبت اندیش نوجوانوں اور نہتے عوام کی شمولیت میں اس نے برمی فوجی کیمپوں پر حملے کر دیئے، یوں ظاہر ہے کہ مگھ برمیوں کا کچھ بگاڑ تو نہیں سکا، لیکن ان حملوں کا نتیجہ تفصیلات سے صرف نظر کم سے کم یہی نکلا کہ:

(۱) چار سو کے لگ بھگ روہنگیا مسلمانوں کی بستیاں جلا کر بھسم کر دی گئیں۔

(۲) ہزاروں ماں اور بہنوں کی عصمتیں پامال اور ہزاروں بچوں کو جلتی وسلگتی آگ میں ڈالا گیا۔

(۳) ہزاروں روہنگیا مسلمانوں کو بڑی بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔

(۴) ہزاروں مساجد شہید اور ہزاروں مدارس ڈھا دیئے گئے۔

(۵) لاکھوں مسلمانوں کو خود اپنے ہی وطن میں بے گھر کر دیا گیا۔

(۶) سینکڑوں بڑے بڑے علماء اور قابلِ قدر دانشوروں کو چن چن کر قتل کر دیا گیا۔

(۷) ہزاروں مسلمانوں کو اذیت ناک سزا کے بعد کال کوٹھری کی اندھیاری میں غرق کر دیا گیا۔

(۸) تقریبا پندرہ لاکھ روہنگیا مسلمانوں کو بزورطاقت پڑوسی ملک بنگلہ دیش میں دھکیل دیا گیا۔

بہر حال ابوعمار جنونی بہادر اور اس کی تنظیم پر سردست الزامات ہیں کہ:

(۱) اس نے خود نہتے ہوتے ہوئے نہتے عوام کو مگھ برمیوں کے خلاف اکساتے اور سبز باغ دکھاتے ہوے برمی مسلح فوجی کیمپوں پر حملے کیوں کیئے، جن کی وجہ سے ازسرنو اتنے بڑے حادثہ کا قوم کو سامنا کرنا پڑا، جس کی تلافی سرے سے ناممکن ہے؟

(۲) اس نے اندرونِ وطن ارکان پہنچنے کے فورا بعد ایک طویل عرصے تک بھاری تعداد میں علماء وصلحاء اور دانشوروں کو برمی حکومت کے جاسوس ہونے کے الزام پر بغیر کسی شرعی وقانونی جواز کے قتل کیوں کیا؟

(۳) اس نے کوفی عنان کمیشن کی سفارش کے فورا بعد، بلکہ دوسرا دن ۲۰۱۷ء میں بڑے پیمانے پر مسلح فوجی کیمپوں پر نہتے حملے کیوں کئے، جن کی وجہ سے مگھ برمیوں کو اپنے پرانے منصوبے کی تکمیل کرنے اور ارکان کو مسلمانوں سے مکمل طور پر خالی کرانے کی پرانی تمنائیں پوری ہوئیں؟

(۴) اس نے اپنے لالے پالے لوگوں کے ذریعے مہاجرین کے کیمپوں میں مختلف نوعیت کی افرا تفری مچاتے ہوئے سینکڑوں کو قتل کیوں کرایا، جن میں مولانا عبداللہ صاحب دھودائنگی اور مولوی حمید اللہ مجاہد جیسے بڑے بڑے علماء اور دانشوران کے علاوہ ماسٹر محبّ اللہ جیسے قومی لیڈران اور قوم کے سر کردہ افراد شامل ہیں؟۔

(۵) اسے یہ حق کہاں سے پہنچا کہ اس نے خود اپنے ہی فیصلے سے مسلح مگر نہتے سرگرمیوں کے ذریعے مسلمانوں کو اس مشکل میں ڈالا ہو، جن کی وجہ سے اور تو اور مسلمانوں کے جو جانی و مالی نقصانات ہوئے ان کی تلافی کب اور کیسے ممکن ہو؟

(٦) پکڑے جانے والے بعض منشیات فروش اوباش عناصر کے بیانات کے مطابق یہ عناصر اس تنظیم کے کارکن ہیں۔ مانا کہ جنونی صاحب اس دھندے میں بذاتِ خود ملوث نہیں ہیں، لیکن معا سوال آتا ہے کہ ان اوباشوں پر اس کا کنٹرول کیوں حاصل نہیں ہے؟ اب اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے؟؟

(۷) جنونی صاحب اور اس کی تنظیم پر مخالفین یہ الزام لگاتے پھرتے ہیں کہ اس نے دانستہ شعوری یا نادانستہ غیر شعوری طور پر روہنگیا مسلمانوں کے بجائے مگھ برمی ظالموں کی خدمت کی ہے، اور دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اتنے دنوں تک مگھ برمی ظالم ارکان سے مسلمانوں کو بے دخل کرنے کے حوالے سے ان کے اپنے جس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے میں ایک حد تک ناکام رہے ہیں، جنونی صاحب اور اس کی تنظیم نے اسے شرمندۂ تعبیر کرنے میں مدد دی ہے، یوں ان مخالفین کی نظر میں وہ اور اس کی تنظیم مگھ برمی ظالموں کی ایجنٹ ہے۔ الامان والحفیظ۔

لیکن جنونی صاحب کے موافقین کی نظر میں وہ ایک نڈر بہادر، قوم وملت کے مخلص، فدائی اور غیرت مند مسلم جوان ہیں، جس نے مظلوم ومعصوم قوم وملت کی خاطر سکھ شانتی کی زندگی کو ترک کر کے مشکلات کے سات سمندر کو عبور کرتے ہوئے اتنی پر کٹھن زندگی کو اپنایا ہے۔

روہنگیا مسلمانوں کی افسوس ناک صورت حال:

تاریخ شاہد ہے کہ ارکان کے روہنگیا مسلمان ارکان ہی کے قدیم اور اصلی باشندے ہیں، الا یہ کہ ویسالی دور حکومت میں چند مسلمان داعی بغرض دعوت دین اسلام یہاں آئے اور یہاں کے باشندوں میں ضم ہو گئے، ان کے علاوہ مروکو دور حکومت میں کچھ مسلمان علماء، دانشوران، شعراء، انشاء پرداز، ادباء ارکان میں بغرض خدمتِ ملک وملت اس وقت پہنچے، جب ارکان اور چاٹگام کے دونوں علاقے سلطنتِ ارکان میں شامل تھے، اور ارکان میں امن وسکون کا دوردورہ تھا۔

لیکن ارکانی کے عنصریت پسند مگھ عموما، اور ارکان میں گھس بیٹھے مگھ اور برمی دخلاء خصوصا ارکان کے قدیمی باشندے مسلمانوں پر دانستہ طور پر یہ الٹے الزام لگاتے نہیں تھکتے کہ تاریخ کے مختلف ادوار میں عموما اور ارکان میں برطانوی قبضے کے دوران خصوصا بڑی تعداد میں مسلمان علاقۂ بنگال اور چاٹگام سے یہاں آگھسے ہیں، یوں سن ۱۹۳٦ء کے بعد آج تک مگھ شر پسند اور برمی وحشیوں کی جانب سے یہاں کے مسلمانوں پر مختلف نوعیت کے لاتعداد بہیمانہ حملے ہوتے رہے، جن کی وجہ سے آج تک کوئی پینتیس لاکھ (۳۵۰۰۰۰۰) سے زیادہ مسلمان خود ان کے مادری پدری وطن ارکان سے بے دخل ہو کر دنیا کے مختلف علاقوں اور ملکوں میں مہاجرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں، غرض مذکورہ دونوں عرصوں کے علاوہ باہر سے ارکان میں کوئی مسلمان نہیں آئے، اور آئے بھی کیوں؟ کہ ظاہر ہے کہ ایک طرف یہاں جنگ وجدال اور خانہ جنگیاں ہر دور میں عروج پر تھیں، جن کی وجہ سے یہاں کے معاشی حالات ابتر سے ابتر ہو کر ملک دیوالیہ ہو چکا تھا، جب کہ دوسری طرف مسلمانوں کو مگھ اور برمیوں کی ملی بھگت میں ہمیشہ یہاں سے پے در پے باہر کیا جا رہا تھا، جس کا سلسلہ آج بھی برابر جاری ہے۔

بہر حال مسلمانوں کو یہاں سے انگنت مرتبہ ہجرت کرنا پڑا، آج ان روہنگیاؤں کو چھوڑ کر کہ جنہوں نے آج اپنی شناخت تک تبدیل کر لی ہو، کوئی پینتیس لاکھ سے زیادہ روہنگیا مسلمان دنیا کے مختلف ملکوں میں ہجرت کی زندگی بسر کرتے ہوئے ہم عیاں طور پر دیکھ رہے ہیں، اب میں موضوع کے حوالے سے ان کی اکا دکا، گھرانوں اور خاندانوں کی چھوٹی چھوٹی ہجرتوں اور ان کے زمانوں کو چھوڑ کر بس بڑی بڑی ہجرتوں اور ان کے اجمالی اسباب کے تذکرے کئے دیتا ہوں:

عدد	سن	اسباب
۱	۹۵۷ء	چولانگ چندرا کے عہد حکومت میں منگولوں کا حملہ، اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۲	۱۴۴۴ء	مگھوں اور منگولوں کے مشترکہ طور پر مسلمانوں پر تشدد، اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۳	۱۵۴۴ء	مسلمان اور مگھوں کے مابین ہونے والے نسلی فسادات، اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۴	۱۶۶۰ء	شہزادہ شجاع کے قتل، مگھ مسلمانوں کے درمیان فسادات، اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۵	۱۶۶۱ء	مگھ اور مسلمانوں کے مابین دوبارہ فسادات، اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۶	۱۷۵۲ء	ارکان میں خانہ جنگی، اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۷	۱۷۸۴ء	ارکان میں دوبارہ خانہ جنگی، اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۸	۱۷۸۵ء	ہزاروں ارکانیوں کو منگون پگوڈا کی تعمیر کے لئے برما لے جایا گیا۔
۹	۱۷۹۶ء	تیس ہزار ارکانیوں نے علاقۂ چاٹگام میں پناہ لی۔
۱۰	۱۷۹۷ء	جنرل علی بائنگ ارکانی کی قیادت میں مگھ اور مسلمانوں کی برمی مخالف جنگ۔
۱۱	۱۸۱۱ء	برمیوں کے تشدد، سین فیا کی برمی مخالف لڑائی اور اس کی ناکامی، اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۱۲	۱۹۳۰ء	مگھ وحشی یور ینگ اونگ کی وحشیانہ بربریت، اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۱۳	۱۹۳۸ء	وسطی اور تحتی برما میں بیس ہزار مسلمانوں کا قتل عام، اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۱۴	۱۹۴۲ء	مسلمانوں کے معروف قتل عام، اور بڑے پیمانے پر مسلمانوں کی ہجرت۔
۱۵	۱۹۵۰ء	(BTF) بربروں کے ہاتھوں ہزاروں مسلمان شہید، اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۱۶	۱۹۶۶ء	بنگالی مگھوں کا دخول، اور مسلمانوں کے املاک پر ان کا قبضہ، اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۱۷	۱۹۵۸ء	وولنٹیر کے ذریعے مسلمانوں پر تشدد، جس کی وجہ سے مسلمانوں کی ہجرت۔
۱۸	۱۹۵۹ء	مگھ برمی بربر افواج کا مسلمانوں پر بہیمانہ تشدد و قتل عام، اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۱۹	۱۹۶۶ء	نیون حکومت کے لالے پالے غنڈوں کے مسلمانوں پر حملے، اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۲۰	۱۹۷۳ء	نیون حکومت کے مسلمانوں کا قتل عام کی وجہ سے مسلمانوں کی ہجرت۔
۲۱	۱۹۷۵ء	وسیع پیمانے پر مسلمانوں کی گرفتاریوں کی وجہ سے مسلمانوں کی ہجرت۔
۲۲	۱۹۷۸ء	ناگامن آپریشن کے مسلمانوں کا قتل عام، جس کی وجہ سے مسلمانوں کی ہجرت۔

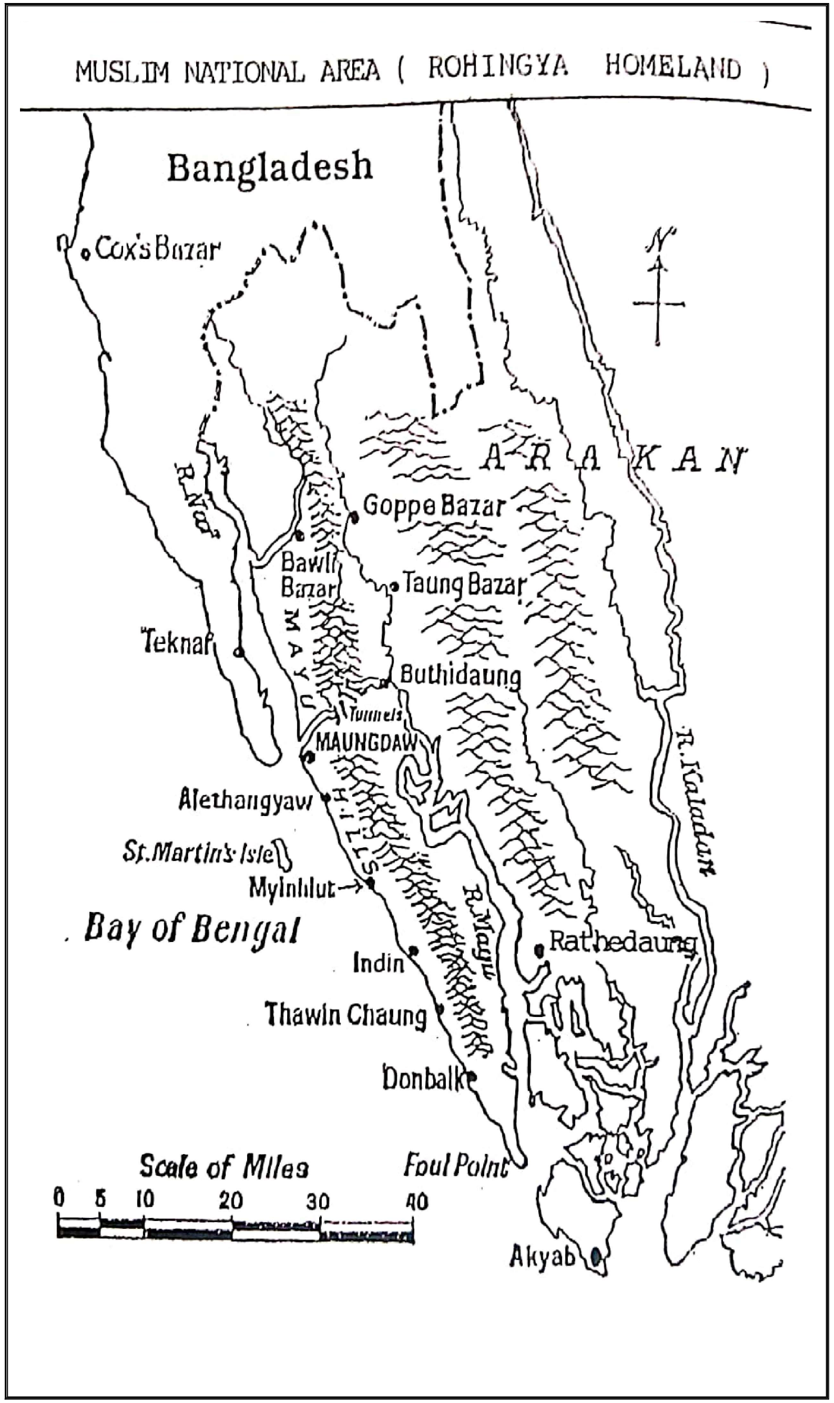
۲۳	۱۹۹۱ء	برمی فوجیوں کے مسلمانوں پر شدید مظالم، اور مسلمانوں کی بڑے پیمانے پر ہجرت۔
۲۴	۱۹۹۴ء	برمی فوج اور مگھوں کے مسلمانوں پر پے در پے حملے، اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۲۵	۲۰۱۲ء	مگھ اور برمیوں کی ملی بھگت میں مسلمانوں کا معروف قتل عام، اور مسلمانوں کی ہجرت۔
۲۶	۲۰۱۴ء	مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم اور تشدد، اور مسلمانوں کا سلسلہ وار ہجرت۔
۲۷	۲۰۱۶	جہادی سرگرمیوں کو بہانہ بنا کر مسلمانوں بے پایاں مظالم، نتیجے میں ان کی ہجرت
۲۸	۲۰۱۷ء	حرکۃ الیقین نامی تنظیم کی مسلح سرگرمی کو بہانہ بنا کر مسلمانوں پر تاریخ کے انوکھے مظالم۔

۲۰۱۲ء سے ۲۰۱۷ء تک ارکان میں جو مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا، اور جس انوکھے انداز مسلمانوں کو ان کے وطن سے بے دخل کیا گیا، اس کی مثال نہ صرف ارکان بلکہ تاریخ جہاں میں ملنی مشکل ہے، جس کی تفاصیل سے صرف نظر بس اس قتل عام کے نتیجے میں ایک محتاط اندازے کے مطابق کوئی پندرہ لاکھ روہنگیا مسلمان بنگلا دیش کے سرحدی علاقہ کاکس بازار میں مہاجرت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔اس کے بعد ارکان اور برما کے حوالے سے عموما، روہنگیا مہاجرین کے متعلق خصوصا جو بڑے بڑے واقعات رونما ہوئے، ان کے تذکرے کئے دیتا ہوں، تاکہ بات اجمالی ہی سہی تاریخ کی ریکارڈ میں موجود رہے:

۱۔ بنگلا دیشی حکومت نے ارکان کے مسلمانوں پر بیتنے والے حالات کو دیکھ کر سرحد کھول دی، اور ان لاکھوں انسانوں کو انسانیت کے پیش نظر اپنے ملک میں پناہ دی۔

۲ مہاجرین کے پہنچنے پر بنگلا دیش کے عوام اور حکومت ان کے لئے ہر قسم کی امداد لئے آگے بڑھی، جس کی مثال ملنی مشکل ہے، اور تو اور وزیر اعظم محترمہ شیخ حسینہ واجد نے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ "ہم ایک وقت کا نوالہ کھا کر دوسرے وقت کا نوالہ ان مظلوموں کو کھلائیں گے" اللہ تعالی اپنے خاص فضل و کرم سے تا قیامت بنگلا دیش کو دائم وقائم رکھے، آمین۔

۳۔ اس کے بعد محترمہ شیخ حسینہ واجد حکومت نے سارے جہاں کی انسانیت دوست حکومتوں اور حکمرانوں، اور دنیا بھر کی انسانیت نواز انجمنوں اور تنظیموں سے اپیل کی کہ وہ ان مظلوموں کی امداد کے لئے آگے بڑھیں، جس کے نتیجے میں ان بے سہاروں کی زندگی بسر کی جو مشکلات تھیں کسی قدر



حل ہوئیں۔

۴۔ بنگلا دیشی حکومت نے برما سے مطالبہ کیا کہ مہاجرین کو ان کے تمام حقوق کی بحالی کی ضمانت کے ساتھ واپس لیا جائے، اس حوالے سے دونوں ملکوں کے مابین چند مرتبہ اعلی سطحی مذاکرت ہوئے، اور ایک معاہدہ پر دستخط بھی ہوا، لیکن برمی حکومت لیت ولعل کی مختلف سازش کے تحت مہاجرین کو واپس لینے سے کتراتی رہی ہے، یوں تادم تحریر ایک مہاجر بھی وطن واپس نہ ہوسکا۔

۵۔ ایک سے زیادہ اعلی سطحی برمی وفود نے بنگلا دیش کے مہاجر کیمپوں کے دورے کئے، جہاں انہوں نے اس وقت ماسٹر محبّ اللہ (شہید) کی زیر قیادت مہاجرین کے مفاد میں کام کرنے والی انجمن کے لیڈروں سے مذاکرات کئے، انہوں نے برمی حکومت سے جو چند مطالبات کئے، ان میں سے نمایاں کچھ یہ ہیں :

☆ برمی حکومت ارکانی مسلمانوں کی تاریخی قومی نام ''روہنگیا'' کو تسلیم کرے۔

☆ برمی حکومت روہنگیا مسلمانوں کی بحیثیت اصلی باشندے شہریت بحال کردے۔

☆ مہاجرین کو عزت ووقار کے ساتھ ان کے وطن واپس لے جایا جائے۔

☆ مہاجرین کو کیمپوں کے بجائے ان کی اپنی بستیوں میں بسانے کی ضمانت دی جائے۔

☆ مہاجرین کے مالی خساروں کے تاوان کے ساتھ اس کی ادائگی کی ضمانت دی جائے۔

☆ ارکان کے مختلف کیمپوں کے محصورین کو ان کی بستیوں میں دوبارہ بسایا جائے۔

☆ ارکان میں روہنگیا مسلمانوں کی سیکوریٹی کی ضمانت دی جائے۔

٦۔ وزیر اعظم محترمہ شیخ حسینہ واجد نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی اسٹیج سے پرزور مطالبہ کیا کہ برمی حکومت ان کے شہری روہنگیا مہاجرین کو عزت و وقار کے ساتھ ارکان میں واپس لے جائے، اور ارکان میں ان مسلمانوں کے لئے ایک محفوظ اریا (SAFE ZONE) کی تعیین کی جائے، تاکہ وہ یہاں امن وسکون کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔

۷۔ بنگلا دیشی حکومت نے آسیان کے علاوہ دنیا بھر کے بااثر ملکوں کو عموما، چین، جاپان اور روس کو خصوصا روہنگیا مسئلہ کے مستقل اور پائدار حل کے لئے بنگلا دیش سے تعاون کی اپیل کی، لیکن آج تک اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

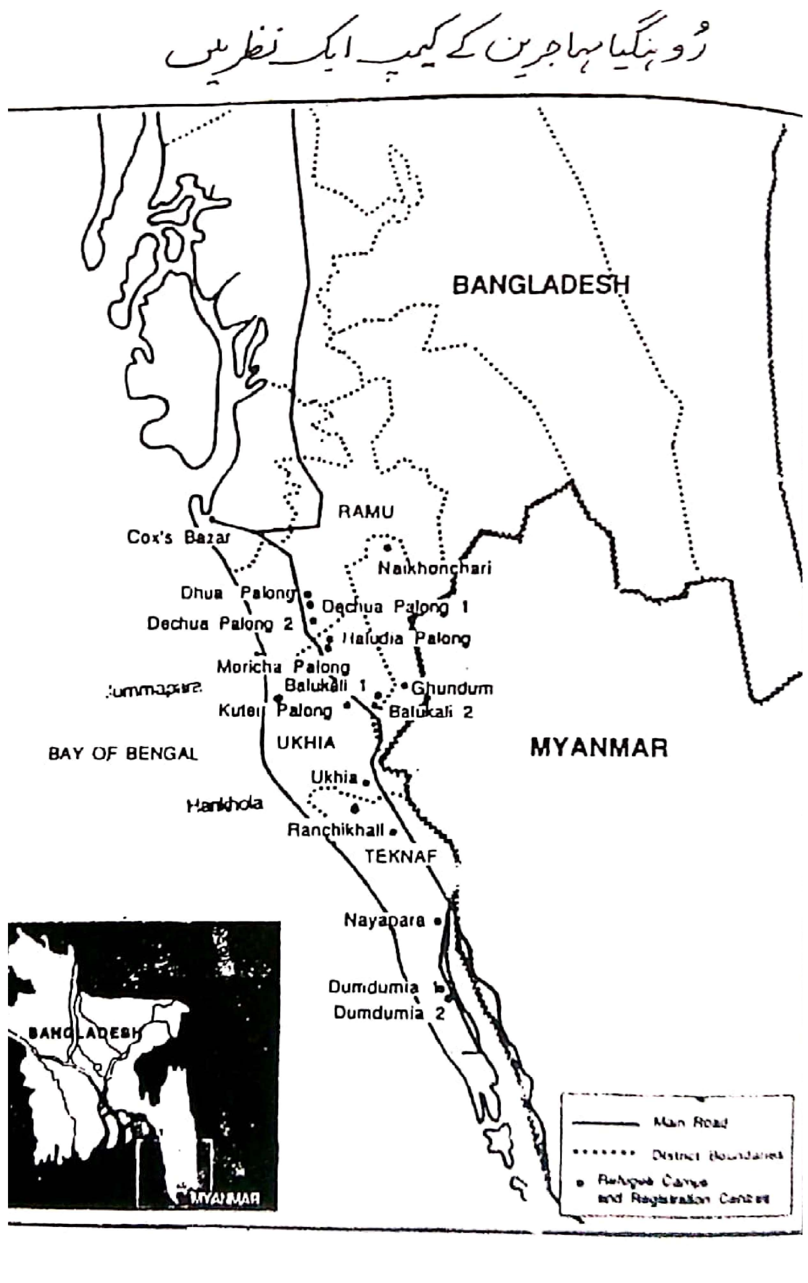
۸۔ منظمة التعاون الاسلامی (OIC) کے بھرپور تعاون ومدد سے افریقی مسلم ملک غامبیا نے اقوام متحدہ کی اعلی عدالت (ICJ) میں روہنگیا کی طرف سے برمی حکومت کے خلاف نسل کشی (GENUSAID) کا معاملہ دائر کیا، پہلی مرتبہ کی سماعت میں اس وقت کی برمی کونسلر اونگ سان سوتشی (جو آج کل جیل خانے کی اندھیری میں غرق ہے) نے حاضری دی، جس نے روہنگیا کی طرف سے کئے گئے دعوائے نسل کشی کو مسترد کر دیا، جب کہ دوسری مرتبہ فروری ۲۰۲۲ء کی سماعت میں برمی فوجی ٹولوں کی طرف سے ایک وفد نے حاضری کا رسم ادا کیا، جس نے سماعت کے دوران اور تو اور یہ دعوی کیا کہ افریقی ملک غامبیا سے اس مسئلہ کا کوئی دور سے بھی تعلق نہیں ہے، اور عدالت سے مطالبہ کیا کہ اس معاملہ کو خارج کر دیا جائے۔

۹۔ دنیا کی اور ایک بڑی معروف ومشہور عدالت (ICC) میں برمی مجرم قاتلوں (جن میں برما کے اعلی رتبے پر فائز چند جنرلوں کے علاوہ اس وقت کی برمی کونسلر اونگ سان سوتشی بھی شامل ہیں) کے خلاف روہنگیا مسلمانوں کی نسل کشی کے حوالے سے اور ایک معاملہ دائر کیا گیا، شنید ہے کہ عدالت اس کی سماعت کے لئے تیاری کر رہی ہے، مستقبل کا خدا جانے۔

۱۰۔ اسی طرح جنوبی امریکہ کے ملک ارجنٹینا کی عدالت میں برمی قاتلین کے خلاف ''روہنگیا نسل کسی'' کے عنوان سے برمی روہنگیا آرگنائزیشن آف یو کے (BROUK) کے لیڈر مسٹر ٹونگ کینگ نے ایک معاملہ دائر کیا، آج تک اس کی کوئی سماعت نہ ہو سکی، عدالت شاید تیاری میں ہے۔

۱۱۔ کون نہیں جانتا کہ ۱۹۴۸ء سے آج تک برما خانہ جنگی میں مصروف ہے، جس کا سلسلہ ارکان میں بھی جاری ہے، اس حوالے سے ارکانی مگھوں کی سرگرمیوں کو کوئی مورخ نظر انداز نہیں کر سکتا، مگھوں کی ان سرگرمیوں کے متعلق طول طویل گفتگو سے صرف نظر سر دست بات اتنی سی ہے کہ کم سے کم ۲۰۱۵ء کے بعد ارکان آرمی (A.A) نامی ایک مگھ مسلح تنظیم آزادئ ارکان کے مقصد کے تحت سامنے آئی یا ایک گہری سازش اور پوری منصوبہ بندی کے تحت لائی گئی ہے، اس کے مقاصد اور پروگرام کم سے کم روہنگیا مسلمانوں کے متعلق تا حال میرے ناقص خیال میں واضح نہیں ہیں، تاہم

بعض مبصرین کے مطابق اس تنظیم کے پروگرام اور مقاصد روہنگیا مسلمانوں کے متعلق برمی وحشیوں



Source : Dhaka Courier 20 October 1992

سے کوئی جدا نہیں ہیں، جب کہ بعضوں کا خیال ہے کہ یہ تنظیم ارکان کے مسلمانوں کے حوالے سے کسی قدر نرم گوشہ بھی رکھتی ہے۔ بہر حال یہ سچ ہے کہ یہ بحیثیت ایک گوریلا تنظیم، قوت کے اعتبار سے بڑی مضبوط ہوچکی ہے، شنید ہے کہ اس کی اس قدر مضبوطی میں ہمارے پڑوسی ایشیا نہیں بلکہ دنیا کے ایک سوپر پاور ملک کا ہاتھ ہے۔

۱۲۔ ۲۰۲۰ء میں ہونے والے برما کے عام انتخابات کو برمی فوجیوں نے یہ کہہ کر کلی طور پر مسترد کر دیا کہ اس میں اونگ سان سوتشی حکومت نے بڑے پیمانے پر دھاندلی کی ہے، یوں فوجی جنرلوں نے جنرل مین اونگ لائنگ کی قیادت میں یکم فروری ۲۰۲۱ء میں پبلک جمہوری حکومت کو توڑ مروڑ کر برمی اقتدار پر از سر نو قبضہ کرلیا، تو ملک بھر میں ہڑتالیں اور بڑے پیمانے میں مظاہرے ہوئے، فوجیوں نے مظاہرین پر گولیاں چلائیں تو ہزاروں لوگ مارے گئے، غرض فوج نے خود اپنی قوم کے خلاف مظالم کے حوالے وہی طریقے اپنائے، جو اس سے پہلے روہنگیا مسلمانوں کے خلاف اپنائے گئے تھے۔ ان مظالم کے رد عمل میں عوام کی طرف سے کی گئی دوسری سرگرمیوں سے صرف نظر سرکش برمی فوجی جنرلوں اور ان کے غیر آئینی اور ناجائز اقتدار پر قبضے کے خلاف (CDM)، (PDF) اور (CRPH) وغیرہ تنظیمیں بنیں اور مسلح جدو وجہد کا آغاز ہوگیا، بالآخر نیشنل یونائیٹڈ گورنمنٹ (NUG) نامی ایک عوامی حکومت قائم ہوئی، تو اس حکومت کی قیادت میں ایک دو علاقوں کو چھوڑ ملک بھر میں خانہ جنگی ہورہی ہے، جو آج کل عروج پر ہے، اور مطالبہ کیا جارہا ہے کہ فوج عوامی نمائندوں کو غیر مشروط طور پر اقتدار سونپتے ہوئے بیرکوں میں چلا جائے، لیکن عوام کے یہ اور ان جیسے مطالبات سے فوج کے کانوں میں جوں تک رینگتی نظر نہیں آتی ہے۔

☆ ☆ ☆

ارکان اور اس کے متعلق بعض نمایاں تاریخی واقعات

۲۶۶۶ق م	۔	سے دھنووتی / دھنیاودی پہلے عہد حکومت، جس کا سلسلہ ۸۰۰ق م تک جاری تھا۔
۸۲۵ق م	۔	سے دھنووتی / دھنیاودی دوسرے عہد حکومت، جس کا سلسلہ ۷۸۸ء تک جاری تھا۔
۷۸۸ء	۔	ویسالی دور حکومت کا آغاز، جس کا سلسلہ ۱۰۱۸ء تک جاری تھا۔
۹۵۷ء	۔	ارکانی راجا چولاٹنگ چندرا کے زمانے میں ارکان پر منگولوں کا حملہ، اور ارکان کی تاخت وتاراج۔
۱۰۱۸ء	۔	پن سا پہلے دور حکومت کی ابتداء، جو ۱۱۰۳ء میں اپنی انتہاء کو پہنچی تھی۔
۱۱۰۳ء	۔	پارن دور حکومت کا آغاز، جس کا سلسلہ ۱۱۶۷ء تک جاری رہا۔
۱۱۶۷ء	۔	کریٹ دور حکومت کا آغاز، جس کا سلسلہ ۱۱۸۰ء تک جاری تھا۔
۱۱۸۰ء	۔	پن سا دوسرے دور حکومت کا آغاز، جس کا سلسلہ ۱۲۳۷ء تک جاری تھا۔
۱۲۳۷ء	۔	لنگریٹ دور حکومت کا آغاز، جس کا سلسلہ ۱۴۰۴ء تک جاری تھا۔
۱۴۰۴ء	۔	برمی غاصب راجا ''من کھاؤن'' کا ارکان پر حملہ، نرامیخلا کی ارکان کی سلطنت سے بے دخلی۔
۱۴۰۴ء	۔	ارکانی باشاہ نرامیخلا (محمد سلیمان شاہ / من سامون) کا ترک وطن یا جلاوطن۔
۱۴۳۰ء	۔	سلیمان شاہ کی ارکان واپسی اور مروکو حکومت کی بنیاد، جس کا سلسلہ ۱۷۸۴ء تک جاری تھا۔
۱۶۶۰ء	۔	بدنصیب مغل شہزادہ شجاع کی ارکان میں آمد، بعد میں اس کا مع اہل وعیال قتل۔
۱۶۶۶ء	۔	مگھ اور پرتگیز لٹیروں کی وجہ سے مختلف آلام و پریشانیاں۔
۱۷۱۰ء	۔	ارکان میں خانہ جنگی، اور وسیع پیمانے میں نقصانات۔
۱۷۸۴ء	۔	برمی غاصب راجا بودھوپھیا کا ارکان پر حملہ و قبضہ، اور اس کی دہشت گردی، اور قتل عام۔
۱۷۹۶ء	۔	تیس ہزار ارکانیوں (مگھ / مسلمانوں) کا ترک وطن اور بنگال میں ان کی پناہ۔
۱۷۹۸ء	۔	جنرل علیہ بائنگ / علی بھائی (مسلمان) وغیرہ کی برمی غاصبوں سے آزادی کی جدوجہد۔
۱۸۱۱ء	۔	سین فیا (KINGBERING) اور مسلم لیڈروں کی قیادت میں ہونے والے انقلاب کی ناکامی۔
۱۸۲۵ء	۔	پہلی انگلو برمن جنگ۔
۱۸۲۶ء	۔	ارکان پر برطانیہ کا قبضہ۔
۱۹۳۰ء	۔	برمی مسلم تاجر'' اوباو '' کے تعاون سے برما مسلم سوسائٹی کا قیام۔
۱۹۳۰ء	۔	مگھ ڈاکو (بورینگ اونگ) اور اس کے حواریوں کی بربریت اور مسلمانوں کی بڑے پیمانے سے ہجرت۔
۱۹۳۰ء	۔	وسطی، تحتی برما اور ارکان میں مسلمانوں کا قتل عام اور مسلمانوں کی ہجرت۔

۱۹۳۳ء ۔ روہنگیا جمعیت علمائے اسلام ارکان کی بنیاد۔

۱۹۳۶ء ۔ برطانوی ہند سے برما کی انتظامی علیحدگی، اور ملک بھر سے مسلمانوں کا کریک ڈاؤن۔

۱۹۴۲ء ۔ رنگون پر جاپانیوں کا قبضہ۔

۱۹۴۲ء ۔ ارکانی مسلمانوں کا تاریخی قتل عام، اور بڑے پیمانے پر ان کی ہجرت۔

۱۹۴۲ء ۔ منگڈو، بوسیدنگ اور راسیدنگ پر مشتمل تاریخی ''مسلم ریاست'' کا قیام۔

۱۹۴۵ء ۔ ارکان میں برطانویوں کی دوبارہ واپسی۔

۱۹۴۵ء ۔ ''برما مسلم جنرل کونسل'' نامی تنظیم کا قیام۔

۱۹۴۵ء ۔ مسٹر عبدالرزاق کی صدارت میں برما مسلم کانگرس کا قیام۔

۱۹۴۶ء ۔ مسٹر عبدالرزاق کی سربراہی میں پمنا رپیومنا مسلم کانفرس کا انعقاد۔

۱۹۴۷ء ۔ سازش پر مبنی بدنام زمانہ ''پیلونگ کانفرنس'' کا انعقاد۔

۱۹۴۷ء ۔ برمی قانون ساز اسمبلی کے انتخابات۔ جس میں ارکانی مسلمانوں کو قانونی طور پر نمائندگی ملی تھی۔

۱۹۴۷ء ۔ محمد جعفر حسین قوال کی زیر قیادت ''جہاد کونسل'' کی تشکیل اور ظالموں کے خلاف اعلان جہاد۔

۱۹۴۸ء ۔ برطانیہ سے برما یا برمیوں کو حصول آزادی۔

۱۹۴۸ء ۔ محمد قاسم بن عطاء الدین کی قیادت میں ''مجاہد پارٹی'' کا قیام۔

۱۹۴۹ء ۔ مولانا مظفر احمد کی زیر صدارت انجمن مہاجرین ارکان کا قیام۔

۱۹۵۰ء ۔ بی ٹی ایف کی بربریت، ہزاروں مسلمانوں کی شہادت اور ہزاروں کی ہجرت۔

۱۹۵۰ء ۔ بانی تحریک آزادئ ارکان محمد جعفر حسین قوال کی افسوسناک شہادت۔

۱۹۵۱ء ۔ آزاد برما میں قومی اسمبلی کے پہلے عام انتخابات۔

۱۹۵۴ء ۔ ارکان میں بنگالی مگھوں کا دخول عام، مسلم بستیوں پر قبضہ، مسلمانوں کی ہجرت۔

۱۹۵۶ء ۔ برمی قومی اسمبلی کے دوسرے انتخابات۔

۱۹۵۹ء ۔ ارکان میں اور ایک مرتبہ بنگالی مگھوں کا دخول عام، مسلم بستیوں پر قبضہ، مسلمان ترک وطن پر مجبور۔

۱۹۶۰ء ۔ مایو فرنٹیئر اڈمنسٹریشن کا نفاذ۔

۱۹۶۱ء ۔ برمی قومی اسمبلی کے تیسرے عام انتخابات۔

۱۹۶۱ء ۔ راغب اللہ مرحوم وغیرہ کی قیادت میں ۲۹۰ سے زائد مجاہدین کا برمی فوجی قیادت کے سامنے سارنڈر۔

۱۹۶۲ء ۔ جمہوری آئین کی معطلی، اور اقتدار پر جنرل نے ون کی قیادت میں برمی فوج کا مکمل قبضہ۔

۱۹۶۲ء ۔ برما میں شوشل ازم کا نفاذ۔

۱۹۶۳ء ۔ نے ون کے نام نہاد قومی اسمبلی کے انتخابات۔

۱۹۶۴ء ۔ روہنگیا انڈیپنڈنٹ فورسس (RIF) کی تشکیل۔

۱۹۶۶ء ۔ مگھ شرپسندوں کی شرپسندی اور برمی بربروں کی بربریت کی وجہ سے مسلمانوں کی ہجرت۔

۱۹۶۶ء ۔ محمد جعفر ثانی کی قیادت میں ارکان آزاد فوج (RNLP) کی تشکیل۔

۱۹۷۳ء ۔ نے ون کی قیادت میں برمی فوج اور اس کے لالے پالے غنڈوں کے مظالم، اور مسلمانوں کی ہجرت۔

۱۹۷۳ء ۔ محمد جعفر حبیب (رحمہ اللہ) کی زیر قیادت روہنگیا فدائین محاذ (RPF) کی تشکیل اور اعلان۔

۱۹۷۵ء ۔ جنرل نے ون کی ایماء پر مسلمانوں کی وسیع پیمانے میں گرفتاریاں اور مسلمانوں کی ہجرت۔

۱۹۷۵ء ۔ ارکان ہسٹریکل سوسائٹی (AHS) کا قیام۔

۱۹۷۷ء ۔ روہنگیا مسلم طلبہ تنظیم ''رابطۃ الطلاب المسلمین الروہانجیین کا قیام۔

۱۹۷۸ء ۔ نے ون کے نام نہاد برمی قومی اسمبلی کے انتخابات۔

۱۹۷۸ء ۔ ناگامن آپریشن، برمیوں اور مگھوں کی غارت گری، مسلمانوں کی عام گرفتاریاں، قتل عام اور ہجرت۔

۱۹۷۹ء ۔ روہنگیا جمعیت علماء (مسلح) کی زیر زمین جدوجہد کا آغاز۔

۱۹۸۲ء ۔ روہنگیا سالیڈریریٹی آرگنائزیشن (RSO) کی تشکیل۔

۱۹۸۲ء ۔ مولانا عبدالقدوس مجاہد کی امارت میں حرکۃ الجہاد الاسلامی نامی تنظیم کی جدوجہد کا آغاز۔

۱۹۸۲ء ۔ نے ون قومی اسمبلی کے اور ایک نام نہاد انتخابات۔

۱۹۸۶ء ۔ ارکان روہنگیا اسلامک فرنٹ (ARIF) کی تشکیل۔

۱۹۸۶ء ۔ مولانا عبدالحمید مجاہد کی زیر امارت ''روہنگیا اسلامی محاذ'' نامی تنظیم کی تشکیل۔

۱۹۸۶ء ۔ روہنگیا طلبہ تنظیم، اتحاد الطلاب المسلمین ارکان۔ برما۔ (ITM) کی بنیاد۔

۱۹۸۸ء ۔ جنرل نیون کی اقتدار سے ہمیشہ کے لئے چھٹی، اور سین لوین کی گدی نشینی۔

۱۹۸۸ء ۔ ڈاکٹر مونگ مونگ کی چند دنوں والی حکومت۔

۱۹۸۸ء ۔ جنرل سا مونگ کی قیادت میں اقتدار پر فوج کا دوبارہ قبضہ۔

۱۹۸۸ء ۔ مولانا محمد حنیف راغب ارکانی کی قیادت میں ''اتحاد المجاہدین'' نامی تنظیم کی تشکیل۔

۱۹۸۸ء ۔ روہنگیا لیبریشن آرگنائزیشن (RLO) کا اعلان۔

۱۹۹۰ء ۔ ارکانیوں کی نمائندہ جماعت ''نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی فار ہیومن رائٹ (NDPHR) کا قیام۔

۱۹۹۰ء ۔ نام نہاد انتخابات، اقتدار پر فوج کا قبضہ، جس کا سلسلہ تان شوے سے لے کر اب تا جاری ہے۔

۱۹۹۱ء ۔ روہنگیا مسلمانوں پر مظالم اور ان کی بڑے پیمانے پر ہجرت۔

۱۹۹۱ء ۔ مسلمانوں کا قتل عام، وسیع پیمانے میں مسلمانوں کی گرفتاریاں، اوران کی بڑے پیمانے پر ہجرت۔

۱۹۹۵ء ۔ روہنگیا نیشنل الائنس (RNA) نامی الائنس کی تشکیل۔

۱۹۹۸ء ۔ ارکان روہنگیا نیشنل آرگنائزیشن (ARNO) کی تشکیل اوراعلان۔

۲۰۱۱ء ۔ ارکان روہنگیا یونین (ARU) کی بنیاد اوراعلان۔

۲۰۱۲ء ۔ مسلمانوں کا قتل عام، ہزوروں شہادت، ہزاروں ماں بہنوں کی عصمت دری، اور لاکھوں کی ہجرت۔

مصنف کی بعض مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تصانیف:

سرزمین ارکان کی تحریک آزادی تاریخی	سازش کا طوفان عقلیت و مادیت کے روپ میں
روہنگیا مسلمانوں کے جانگسل المیے	تذکرۂ علامہ سید الامینؒ
تذکرۂ حضرت مولانا شاہ عبدالسلام ارکانیؒ	روہنگیا مسلمان اوران کی ہجرت کے اسباب
ارکان کے عظیم شاعر علاول، حیات وکارنامے	ارکان روہنگیا یونین، ماضی اورحال کے تناظر میں
روہنگیا چیخ وپکار اورمطالبات (ترجمہ)	تذکرۂ رفتگان
وادیٔ پرخار کے گمنام مسافر	سالارِ کارواں محمد جعفر حبیبؒ
سرخیل کارواں	علماء اور جمعیۃ علمائے اسلام ارکان
روہنگیا رسم الخط کا ایک علمی اورفکری جائزہ	روداد سخن
خورشیدِ تاباں	کاروان انسانیت
سفر اور کامیابیاں	اارکان کے چند ندوی فضلاء ایک نظر میں
عظیم ارکانی لیڈران	علماء اور جمعیت علمائے ارکان
مقالاتِ طاہر ندوی	روہنگیا رسم الخط کا ایک علمی اورفکری جائزہ
مدارس اسلامیہ کا نصاب ونظام اورجدید تقاضے	دو نظام تعلیم
ارکان کے روہنگیا مسلمان موت وحیات کی کشمکش میں	ارکان روہنگیا نیشنل آرگنائزیشن (ARNO)
اعتدال	شعرائے ارکان
تاریخ ارکان کے درخشاں ستارے، جلد(۱)	تاریخ ارکان کے درخشاں ستارے، جلد(۲)
تاریخ ارکان کے درخشاں ستارے، جلد(۳)	تاریخ ارکان کے درخشاں ستارے، جلد(۴)
تاریخ ارکان کے درخشاں ستارے، جلد(۵)	تاریخ ارکان کے درخشاں ستارے، جلد(۶)
تاریخ ارکان کے درخشاں ستارے، جلد(۷)	تاریخ ارکان کے درخشاں ستارے، جلد(۸)
تاریخ ارکان کے درخشاں ستارے، جلد(۹)	تاریخ ارکان کے درخشاں ستارے، جلد(۱۰)
تاریخ ارکان کے درخشاں ستارے، جلد(۱۱)	تاریخ ارکان کے درخشاں ستارے، جلد(۱۲)